واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

للہ الحمد کہ درین زمان برکت اقتران کتاب مستطاب کاشف اسرار الربیہ موسوم بہ

انوار غیبیہ

۱۲۸۵

تصنیف عمدۃ الفضلا زبدۃ الفقہا جناب مولوی عبد الباسط صاحب

حسب اجازت جناب فضیلت مآب مولوی حافظ محمد عبد الباری صاحب عم فیضہ نبیرۂ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

در مطبع مجتبائی لکھنؤ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطلق حمد اُسی ذات واجب الوجود کو جسنے وجود مطلق سے موجودات معینہ کو پیدا کیا اور اپنے
نور سے ظواہر صفات کو مظاہر کائنات ممکنہ مین ہویدا کیا اور درود نامحدود اُس حبیب برحق پر
کہ جسکی حقیقت عالم اجمال جمیع صفات ہی اُسی کا وجود منشاء اصل جمیع کائنات ہی اور اُسکے آل و
اصحاب پر جنسے استحکام دین اسلام اور اجرائے احکام شرع اور بیان عقائد حقہ مطابق ہدایت
خیر الانام کے قائم ہوا چونکہ اس زمانہ مین کمی علم طاری ہی اور نظر جمیع کتب سے عاری ہی اور عبارات کتب جابجا مختلف
طور وسیع مظہر مطالب ہوتے ہین اور بغیر قواعد فقہیہ یاد کیے اور کتب متقدمین دیکھکر مواضع مختلفہ کو
تطبیق دیے بغیر مطلب صحیح حاصل کر لینا ممکن ہی نہین اسی وجہ سے اس زمانہ کے علما
مین تفاصیل مسائل اعتقادیہ مین بہت اختلاف واقع ہوتے ہین عامہ خلق کو درستی
اعتقاد بہت دشوار ہوگئی لہذا فقیر محمد عبد الرزاق کی ہر مسلمان کو

یہ وصیت ہو کہ عقائد اہل سنت وجماعت کے یہ مسائل جو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے بہ اعانت ارشادات اساتذہ کامل العلم ثابت ہوئے ہین چند ورقونمین لکھے جاتے ہین اور ہے
دلائل اور حجت کی بحث سے کنارہ کیا گیا تا کہ بے علم کو یاد کرنا اور سمجھنا دشوار نہو جو اس فقیر کو سچا
سمجھے اسکے موافق اعتقاد رکھے اسوقت کے علما کی چون وچرا پر التفات نہ کرے اور خود بھی
کتب اردو اور فارسی سے مسائل اعتقاد کو استخراج نہ کرے اور مجتہدین سابقین کی تقلید کو نہ
چھوڑے اور اس رسالہ کا نام باعتبار ۱۲۸۵ ہجری کے **انوار غیبیہ** رکھا آب سننا چاہیے کہ
مسائل ذات وصفات
اللہ موجود مطلق ہے قید زمان ومکان سے پاک بیان سے باہر گھٹنے بڑھنے سے منزہ جیسا تھا ویسا
ہی ہے اور رہیگا واجب ہے یعنے نہونا اسکے واسطے کسی طور پر ہو نہین سکتا نہ اسپر عدم سابق ہے اور
نہ اسکو لاحق ہو سکتا ہے قادر ہے قدرت اسکی بہت بڑی ہے انسان کا فہم ہرگز اسکو احاطہ نہین کر سکتا
اتنا ہی سمجھنا چاہیے کہ ہر شی پر قادر ہے کیا ممکن کیا محال خالق ہے یعنے جو کچھ کہ موجود ہے یا ہوگا سب کے
عدم کے بعد بنایا اور وجود مین لایا اور لائیگا پس جو کچھ کہ بندون سے سرزد ہوتا ہے اچھائی یا برائی
جیسا بندون کا خالق ہے ویسا ہی انکے افعال واطوار صحت امراض ابتلا انتشار فرح انشراح
سب چیز کا خالق ہے بندہ ہرگز اپنے فعل کو آپ پیدا نہین کر سکتا سب اسی اللہ کا پیدا
کیا ہوا ہے کوئی چیز اور کوئی فعل ہرگز بے پیدا کرنے اللہ کے کسی طرح سے نہین ہو سکتا اور
بے چاہے اسکے ہرگز کچھ نہین ہوتا جو کچھ جس کسی سے ہوتا ہے جب اللہ چاہتا ہے جب ہی ہوتا
ہے اور اپنی قدرت اور ارادہ اور مشیت سے ہر چیز اور فعل اور بو اور رنگ اپنی مصلحت کے
موافق جس جگہ اور جس مخلوق کے ساتھ جیسا مناسب اور حکمت سمجھا ویسا ہی متعلق کیا جسکو
اچھا کیا اسکے ساتھ اچھائی قائم کی جسکو برا کیا اسکے ساتھ برائی قائم کی ساتھ اسکے فعل مین
بندہ کو مختار بھی کیا یعنے کسی فعل کا کرنا ہرچند کہ بے مشیت بھی نہین ہو سکتا اوس کرنے کے

ساتھ اس بندہ کا بھی قصد متعلق ہوتا ہی گو قصد کا بھی پیدا کرنا اُسکی خالقیت کے بغیر ممکن نہین تو
اب بندہ مختار بھی ہی اور مجبور بھی ہی خالقیت اور قدرت آلہی کی راہ سے مجبور ہی لیکن تعلق قصد سے
مختار ہی اسواسطے کہ ظاہر ہی کہ جو فعل اختیاری کہلاتے ہین ہر شخص اُن فعلون کے ہونیسے خوش
ہوتا ہی اگر موافق مطلب اُس شخص کے ہون اور اُنکے سبب سے اُس شخص کی تعریف کیجاے جیسے
اچھی جگھ جانا یا ایسی بات کہنا کہ لوگ تعریف کرین اور اسیطرح جِنکے امور اور اگر خلاف طبیعت ہون یا اُنکے
سبب سے اُس شخص کی مذمت کیجاے تو نادم ہوتا ہی اور الزام پاتا ہی جیسے بُری جگھ جانا یا ایسا فعل کرنا کہ
لوگ مذمت کرین اور اسی طرح کے امور اگر محض مجبوری ہوتی تو اُسکے صدور سے ہرگز زنہار اس شخص کو خوشی اور
ندامت حاصل نہوتی اور اگر مختار محض ہوتا تو ایسے امور مین ندامت یا ملال حاصل ہوتا ہی ہرگز نکرتا پس
ناچار کچھ اختیار بھی بندہ کا ہی اور اُسی اختیار سے ثواب اور عذاب کا مستحق ہوتا ہی پس جو بُرائی اپنے سے
سرزد ہو جاے اُسکو اپنی طرف نسبت کرنا چاہیے اور نادم ہونا چاہیے اور جو اچھائی ہو جاے تو اللہ کا
احسان سمجھنا چاہیے اپنا دعوی ہرگز نچاہیے اِسواسطے کہ بڑائی اور بزرگی اُسی مالک کی شان ہی مملوک
کچھ حقیقت اور مقدار نہین رکھتا ہی کیونکہ عدم سے وجود مین آیا ہی اور جسکی ہستی پر عدم سابق ہو کیا مقدار
رکھے گا پہلے اللہ کے سوا کچھ نہ تھا نہ آسمان نہ زمین نہ عرش نہ کرسی نہ لوح و قلم نہ جن نہ انس اللہ نے اپنے
نور سے محمد صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کا نور بنایا اور پیدا کیا اور اُسی وقت سے اُس نور پاک کو خلعت نبوت پہنایا
اور تمام موجودات کو اُسی نور سے پیدا کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اصل ہر موجودات کے
اور اوّل کل ممکنات کے ہین گو ظہور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کا سب انبیا کے بعد ہوا لیکن
اسمین بھی حکمت تھی جیسا آگے بیان ہوگا۔ سمیع ہی یعنے ہر آواز اور مضمون کو خوب سُنتا ہی اور سماعت
اُسکی بہت بڑی ہی انسان کا یا ملک کا ذہن اُسکی انتہا کو ہرگز نہین پہونچ سکتا چنانچہ سماعت کے باب
مین ذہن کی انتہاے رسائی اسقدر ہی کہ چیونٹی ریت پر چلے تو اُسمین بھی ایک صدا ہو سکتی ہے

گو کانون سے نہ سُنائی دے یا باریک رونگٹا پانی پر بہے اُسکی حرکت مین بھی ایک صدا ممکن ہو یا انسان
اپنے دل مین کوئی بات کہے اُسکو بھی سُن لینا اُسکو بڑی سماعت سمجھتے ہین سو اللہ تعالے کی سماعت
اِس سب سے بہت تیز اور بہت بڑھکر ہی ہرگز اُسکی مقدار کو کوئی ذہن کسی وجہ سے نہین
پہونچ سکتا اور بصیر ہی یعنے بہت بڑا دیکھنے والا ہی کہ ہر موجود کو اُسکے وجود کے قبل سے اور اُسکے
عدم کے بعد اُسکی مقدار اور کیفیت واقعی اور تفصیلی کے ساتھ دیکھتا ہی اُسکی بصارت بعید اور
بے انتہا ہی ہرگز کوئی ذہن اُسکی حد کو نہین پہونچ سکتا ہی انتہاے درجہ یہ ہی کہ کوئی کسی گذری ہوئی
بات کو اپنے ذہن مین یاد کرے یا ہونے والی بات کا تصوّر کرے جناب حق پہلے ہی سے
اُس بات کو کماحقہ دیکھتا ہی اِس سے بھی اوسکی بصارت بہت اعلےٰ ہی کہ ذہن کسی طور پر وہان تک
پہونچ نہین سکتا متکلم ہی یعنے کلام اُسکی صفت ہی کہتا ہی اور بولتا ہی اللہ کے کہنے اور بولنے کی بھی
انتہا نہین اور اُسکا بول آواز اور حرف سے پاک ہی یہ چیزین اُسکی مخلوق ہین اور حادث یعنے
عدم کے بعد وجود مین آئین اور اوسکا کلام قدیم ہی ہرگز عدم کو اُسپر پیشی نہین ہو سکتی قرآن اور
سب کتابین جو رسولون پر نازل ہوئین اُسی کا کلام ہی اور اللہ تعالے کے واسطے وجہ اور
ہاتھ اور قدم اور ذات ثابت ہی اور وہ جسم سے پاک ہی یعنے اللہ تعالے کا جسم نہین ہی اور وجہ
اور ہاتھ اور قدم اُسکا جسمیت سے منزہ ہی کیفیت اوسکی وہی جانتا ہی کسی کو کیفیت خدا مین رسائی
نہین اور وہ لاشریک ہی اُسکی صفت کے کمال مین کسی کو شرکت نہین ہی جو کمال کے صفات
مخلوقات مین ہین فقط اُسکی عنایت اور بخشش سے ہین اور اُسکے صفات کا نمونہ ہین اور لانِدّ ہی
یعنے اُسکا کوئی ہمسر نہین اور لاضد ہی یعنے اُسکا کوئی مخالف برابری والا نہین وہ سب
عیبون اور نقصانون سے پاک ہی اور سب صفات اللہ تعالے کے قدیم ہین حدوث سے
پاک مثل اُسکی ذات کے ہین عَالِمُ الْغَیبِ وَالشَّہَادَۃِ یعنے اللہ تعالے جانتا ہی غیب اور

شہادت کو پہلے سمجھنا چاہیے کہ حقتعالی کے صفات مین سے ایک صفت علیم ہی اور علیم کے معنی یہ ہین کہ بہت خوب جاننے والا یعنے جاننے کی نسبت اُسکی طرف کسی طرحسے ہوہی نہین سکتی پس بالاستقلال بذات خود جانتا ہی اور علم رکھتا ہی اور اُسکا علم بیحد اور بے انتہا ہی کہ کسی طرح پر اُسکے علم کی انتہا کو کسی مخلوق کا ذہن ہرگز نہین پہونچ سکتا ہی یہانتک اگر فرض کرین کہ جسکا جاننا حواس ظاہری اور حواس باطنی سے بے بتائے بلکہ بتانے سے بھی نہین ہوسکتا ہی اُسکو بھی جانتا ہی سو علم اللہ تعالے کا اس جاننے سے بہت بڑا ہی جاننا غیب اور شہادت کا اُسکے علم کی ایک قسم ہی اُسکے تمام علم کو کسی کا فہم نہین پہونچ سکتا غیب اُسکو کہتے ہین کہ جسکا جاننا آنکھون کے دیکھنے اور کانون کے سُننے اور عقل کے سوچنے سے نہوسکے وہ بغیر بتائے اللہ کے کسی کو آنہین سکتا اُسکی علما نے دو قسمین کی ہین ایک غیب خاص اور بعضے اُسکو غیب علوی اور غیب حقیقی بھی کہتے ہین وہ یہ ہی کہ کسی مخلوق کو بدون بتائے اللہ کے کسی طرح سے معلوم نہوسکے وہ کنہہ ذات اور حقیقت صفات اور احکام خاصہ عظمت حق سے ہین دوسرے غیب مطلق اُسکو بعضے غیب اضافی بھی کہتے ہین وہ یہ ہی کہ حواس ظاہری اُسکو پہونچ نہ سکے جیسے حشر و نشر اور دوزخ اور جنت کا احوال کہ حواس ظاہری اوسکو ادراک نہین کرسکتے لیکن ملائکہ کے حواس علوی ہونے کے سبب سے اُسکو جانتے ہین اُنکے حق مین وہ شہادت ہی اور اس عالم کے بعضے احوال جیسے نظارہ کی لذت بینا کو شہادت اور اندھے مادرزاد کو غیب ہی سماعت کی لذت سننے والے کو شہادت اور مادر زاد بہرے کو غیب ہی جماع کی لذت مرد کو شہادت خلقی نامرد کو غیب ہی اور ملائکہ کو بھی لذت جماع غیب سے ہی سو اللہ تعالے بذات خود ان سب غیبون کو جانتا ہی کسی کو بے بتائے اللہ کے ان چیزون کا جاننا ممکن نہین ہان جسکو جسقدر اونمین سے اللہ بتاوے وہ بتائے سے اُسقدر غیب کا عالم ہوجائیگا اور غیب خاص بھی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ

علیہ و علے آلہ وسلم کو حضرت حق نے بتادیا اور بعض انبیا کو اور بعض اولیا کو بھی اُسمین سے
کچھ کچھ بتایا جسکو جسقدر چاہا پس یہ سب بتانے سے واقف ہوے تو ان سب کو عالم الغیب
بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتائے اللہ کے سمجھنا البتہ شرک ہی اور اللہ کے بتانے سے
بعض غیب کا عالم جاننا اور اپنے فہم سے کسی قسم غیب کو اُنکے علم مین حصر نہ کرنا عین ایمان ہی
اور بالکل انبیا اور اولیا کو معاذ اللہ علم غیب سے محروم سمجھنا خالی از کفر نہین ہی اسواسطے کہ اس
سمجھ سے بعض آیات قرآن کا اور وسعت قدرت حق کا انکار لازم آتا ہی اور حضرت محمد صلی اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم کے حق مین اسی قدر اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے
آلہ وسلم کو اللہ تعالے نے جمیع کائنات کا علم دیا اور غیب مین سے بھی آنحضرت صلے اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم کو بہت کچھ دیا خاص ہو یا مطلق کسی صفت کے علم غیب کی نفی نسبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم کے درست نہین اور نہ کل کے احاطہ کو ہم کہ سکتے ہین اسکو اللہ ہی کے
حوالے کرنا چاہیے وہی جانے علم آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی کیا کیفیت اور
کیا مقدار ہی اور بھی سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو
بتایا اُسکے معلوم ہونے کے بعد وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی نظر علمی مین
مشہود ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو وہ سب از قبیل علم شہادت ہو گیا یعنے
جیسا کہ علم شہادت سے حقیقت خوب معلوم ہوتی ہی اُسی طرح پر وہ غیب کہ جسکا علم
آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو حاصل ہوا اُسکی حقیقت واقعی آنحضرت صلے اللہ علیہ
و علے آلہ وسلم کو خوب معلوم ہوئی جسکو عین العلم کہتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم
کیواسطے ان چیزون کا غیب ہونا اُٹھ گیا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین
غیب کو نہین جانتا ہون یعنے جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو اللہ تعالے

نے بتایا ہی اُسکا کمال علم آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو بخوبی عنایت کیا نہ ویسا کہ جیسا اور بندونکو حیثیت غیب سے بعضے غیب کا علم عنایت کیا کہ وہ بطریق مان لینے کے اور تسلیم کے جانتے ہین کہ ہان یونہین ہی زیادہ کنہہ اور باریکی اُسکی جیسا کہ مشہودگی سمجھتے ہین نہین سمجھ سکتے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم بہ تعلیم الٰہی خوب اُن غیبون معلوم کی باریکی اور کنہہ سے واقف ہین اور شہادت اُسکو کہتے ہین کہ حواس ظاہری یا تجویز عقل سے دوسرے کے بغیر بتائے ہوئے معلوم ہو سکے اُسکی بھی دو قسمین ہین ایک مطلق کہ ہر مخلوق اُسکو جان سکتا ہی اور دوسرے اضافی کہ کوئی بے بتائے ہوئے حواس ظاہری یا تجویز عقل سے جان سکتا ہی اور دوسرا نہین جان سکتا ہی یہ قسم بعضونکے حق مین غیب ہے اور بعض کے حق مین شہادت ہی اس سب غیب اور شہادت کو اللہ بے تعلیم اور بے اعانت حواس وغیرہ کے بذاتہ جانتا ہی اور مخلوقات سب علم مین محتاج اللہ کے ہین لیکن علم شہادت بغیر بتائے دوسرے مخلوق کے اللہ کے فضل سے اپنے حواس ظاہری یا تجویز ذہن سے معلوم کر سکتے ہین اور غیب کو بے بتائے نہین جان سکتے غیب اضافی جنکے حق مین شہادت ہی اُنکے بتانے سے اور لوگ بھی بفضل اللہ جان سکتے ہین اور غیب خاص بغیر بتائے اللہ کے ہرگز نہین جان سکتے اور جسکو اللہ نے جو چیز غیب خاص سے بتادی وہ بتا دینے کے بعد اُسکے حق مین غیب اضافی ہوگئی اب وہ باعانت خدا اگر قوت القائی اللہ سے پاچکا ہی تو اُسکی تعلیم دوسرے کو کر سکتا ہی

بیان ملائکہ

اور ملائکہ جسم نوری ہین عورت مرد ہونے سے پاک ہین نور حضرت محمدی صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم سے وہ بھی مخلوق ہین گناہون سے معصوم ہین تسبیح الٰہی مین ہردم مصروف ہین جو اُنمین سے جس کام پر مامور ہی اُس سے سرِمو تجاوز نہین کر سکتا شہوات مثل اکل و شرب وغیرہ سے مبرا ہین بشر کے سوا کل کائنات سے افضل ہین خواص بشر خواص ملائکہ سے اور عوام بشر عوام ملائکہ سے افضل ہین اور کفار داخل حکم بشر نہین ہین بلکہ بمصداق اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ کے حکم انسانیت سے خارج ہین اور ملائکہ معصوم ہین زینہار گناہ اُن سے ممکن ہی نہین

چونکہ گناہ سے معصوم اور احکام حق پر مستعد اور مستحکم ہین اسی وجہ ملائکہ کی تعظیم ہر مسلمان پر فرض ہے
اور انکی توہین کفر ہی اور اُنمین افضل حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین بعد اُنکے میکائیل علیہ السلام
پھر اسرافیل علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام پھر کل ملائکہ مقرب ہین اور اللہ تعالے نے ہر انسان کیواسطے
نامۂ اعمال لکھنے والے دو فرشتے دن کو ایک نیکی کا لکھنے والا ایک بدی کا لکھنے والا اسیطرح رات کیواسطے
دو فرشتے نیکی بدی لکھنے کو مقرر کیے ہین اُنکو کرام کاتبین کہتے ہین جس بندہ کیواسطے جو مقرر ہین اُسکے
قلب کے خیال تک کا علم اللہ نے اُنکو عنایت کیا ہی اگر بندۂ مسلمان بدی کا خیال کرتا ہی تو کرم الٰہی
کے سبب سے اس امت محمدی پر وہ بدی لکھنے والا فرشتہ نہین لکھتا ہی جبتک کہ وہ بندہ اُس
بدی کو اپنے دل مین جا کر یقینی اور حق نہین ٹھہراتا اور اگر اُسنے اُس بدی کو حق اور یقینی ٹھہرایا اُسکو
اگر گذرا تو وہی ایک بدی اسکے واسطے لکھی جاتی ہی اور دوسری اُمّت کے لوگون کی بدی کا خیال بھی
لکھا جاتا ہی اور مسلمان بندہ جب نیکی کا خیال ولمین کرتا ہی بمجرد خیال کرنے کے وہ نیکی اُسکے حق
مین لکھی جاتی ہی اور جب اُس سے وہ نیکی صادر ہوتی ہے تو دس نیکیان اُسکے واسطے
لکھی جاتی ہین یہ فضل بھی بتصدق آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے آپ ہی کی اُمّت کے
واسطے خاص ہی اور اگلی اُمتون کے واسطے صدور مین بھی ایک ہی نیکی لکھی جاتی تھی اور یہ بھی
سمجھنا چاہیے کہ جسوقت مسلمان سے بُرائی صادر ہوتی ہی تو نیکی لکھنے والا فرشتہ بُرائی لکھنے والے
فرشتہ کو روکتا ہی کہ ابھی اس بُرائی کو نہ لکھ شاید یہ توبہ کرے تو توبہ کی نیکی لکھی جاوے جب
وہ توبہ نہین کرتا ہے تو ناچار وہ بدی لکھنے والا فرشتہ اُسکی بدی لکھ لیتا ہے
اور اسیطرح فرشتے محافظ بھی ہر انسان کے واسطے مقرر ہین محافظون کی تعداد مین اختلاف ہی
بعضے دو کہتے ہین اور بعضے دس کہتے ہین اور قول اکثر اور اصح بھی یہی ہی وہ محافظین اُسکی
محافظت کرتے ہین گزند اور صدمہ نہین پہونچنے دیتے لیکن جب حسب تقدیر کوئی صدمہ

اس بندے کے واسطے پہونچنا مناسب حکمت الٰہی کا ہوتا ہی تو اُن فرشتون کو محافظت کی ممانعت ہوتی ہی پس وہ فرشتے صدمہ پہونچنے کو نہین روکتے وہ صدمہ اُس بندے کو پہونچ جاتا ہی اور مسلمان کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہی پس ایسا لفظ کہنا کفر ہی جسمین فرشتہ کی حقارت نکلے جیسے معاذ اللہ کوئی کہے کہ فلان شخص کے فرشتے خان کو بھی خبر نہین وہ کافر ہو جاتا ہی ایسی لفظون سے پرہیز کرنا چاہیے اور اپنے تئین کفر سے بچانا چاہیے اللہ سب مسلمانون کو کفر کے کلمون اور فعلون سے بچائے انبیا اُسکی سب مخلوقات مین افضل ہین نبی اُس آدمی کو کہتے ہین جسے اللہ تعالے ہدایت خلق کے واسطے مقرر کرے اور بے تعلیم بشر کے اپنی وحی سے امور حق اُسکو سکھائے خواہ اُسکے دل مین بلا واسطہ کوئی امر ڈال دے اُسکو الہام کہتے ہین یا خواب مین امر واقعی دکھا دے اُسکو رویا صالح کہتے ہین یا کسی فرشتے کے واسطے سے خبر دے یا آواز غیبی سے کلام کرے ان سب اقسام وحی مین فرشتہ کی معرفت پیغام دینا خاص نبی پر منحصر ہی دوسرے کے ساتھ نہین ہو سکتا اور قسمین انبیا کے سوا اُسکے فضل سے دوسرے کے واسطے ہو سکتی ہین اسمین الہام آواز غیبی اولیا کے ساتھ بتبعیت انبیا خاص ہی اور رویا صالح غیر نبی اور غیر ولی کو بھی ممکن ہی اور جس نبی کے ساتھ کتاب بھی نازل ہوئی ہی اور دین جدید کا مامور ہوا ہی وہ رسول ہی تعداد انبیا کی ایک لاکھ سے کم نہین اور دو لاکھ تیرہ ہزار سے زیادہ نہین اکثر علما قائل ہین کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوئے اور مشہور یہی ہی پس اسقدر اعتقاد رکھنا لازم ہی کہ جتنے نبی اللہ کے ہین سب حق ہین ایک سے بھی اگر منکر ہوگا یا کچھ بے ادبی خیال مین لائیگا کافر ہو جائیگا اور اُن نبیون مین سے ایک ہزار تین سو تیرہ رسول ہوئے ہین ہر ایک پر ایک ایک کتاب نازل ہوئی ہی اُن کتابون مین سے چار کتابین معلوم ہین توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور انجیل

بیان انبیا کا

بیان کتابون کا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان تینون کتابون کو یہود اور نصاری نے جابجا تحریف کیا ہے کہین
کچھ عبارت نکال ڈالی ہی اور کہین کچھ بڑھادی ہی اور بعضی عبارتون کو بدل ڈالا ہی توریت زبان عبرانی
مین نازل ہوئی اور زبور اور انجیل زبان سریانی مین اور تحریف کے بعد زبان عربی مین عرب
کے یہود اور نصارے نے مترجم کیا اسطور پر کہ ترجمہ اُن کتابون کا بدون عبارت اصل کے
لکھا اور وقت معرب کرنے کے بھی تحریف سے ہاتھ نہ اُٹھایا ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی بعثت سے کچھ زمانہ کے بعد عربی سے فارسی مین کی گئی اور نصاریٰ نے فارسی سے انگریزی کیا
اور اردو بھی کیا اور اُسمین بھی ہر سال تغیر اور تبدل کرتے رہتے ہین اس سبب سے ان کتابون پر
عمل کرنا ممنوع اور گناہ ہی لیکن ان کتابون کی تعظیم لازم ہی اسواسطے کہ بیشک کتب منزلہ سے
کچھ کچھ مضامین اُسمین باقی ہین اور بیشک اور بے شبہ جابجا تحریف ہی اسواسطے کہ اُن کفار کا ان
کتابون کو تحریف کرنا قطعاً قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہی اور مقام تحریف متعین نہین
پس جو مضمون خلاف قرآن شریف ہی بیشک تحریف ہی محرفین کا کلام ہی اور جو موافق
قرآن شریف ہی وہ اُن کتابون کا ترجمہ ہی پس ناچار ثابت ہی کہ ان کتابون مین کچھ کلام منزلہ
الٰہی ہی اور اُسکی تعظیم فرض ہی اور اُن کتابون سے بے ادبی کرنا ہرگز درست نہین اگر کلام منزلہ
نہونے کا گمان کرکے بے ادبی کی تو گنہگار ہوگیا اگر ذہن مین بے ادبی کے وقت خیال گذرا کہ
اُسمین کچھ کلام منزلہ بھی ہی تو کافر ہوگا اس سبب سے کہ کلام منزل کے ساتھ بے ادبی
لازم آئی اور وہ کفر ہی چوتھی کتاب قرآن شریف ہی اور وہ تحریف سے محفوظ ہے
اللہ تعالےٰ نے خود حفاظت کا وعدہ فرمایا وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم
پر نازل ہی ظہور کی راہ سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخر نبی ہمارے پیغمبر
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم ہین سب انبیا اور کل کائنات سے

افضل ہین خلقت مین سب سے قبل اور کل کائنات کی اصل ہین حضرت نبی صلی اللہ علیہ و علے
آلہ وسلم کی بعثت کے بعد اور کسی کو نبوت ہونا باطل ہی کسی وجہ سے ممکن نہین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
و علے آلہ وسلم کی بعثت کے بعد اور کوئی نبی ہو سکے اور حضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی نبوت
جمیع کائنات پر قائم تھی اور ہی پہلے انبیا علیہم السلام کیواسطے سے اور اب بالذات بلا واسطہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم سب کائنات کے نبی ہین اور آپ کا ایمان لانا سب پر فرض
ہوا اور تمام انبیا علیہم السلام حضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی نبوت کی نسبت سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم کی امت مین داخل ہین اور آپ پر ایمان لاچکے ہین اور ہماری نسبت سے حکم انبیا ہین
ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم جیسے کہ اب نبی ثابت النبوت اور رسول ثابت الرسالت
ہین ویسی ہی ابتداے تعین نور سے ہین حضرت کی رسالت مین زمانِ ظہور بعثت اور قبل ظہور بعثت
کے لحاظ سے کچھ فرق نہین ہی بجز اسکے کہ دنیا کے اکثر لوگون کو اسکا علم قبل بعثت مفصل حاصل نہ تھا
اب ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم امی ہین یعنے مان کے پیٹ سے جیسے پیدا
ہوئے ویسی ہی ہین سب کمالات آپ کے ولادت شریف کے قبل سے بالذات بے واسطہ
مخلوق آپ کی ذات جامع الکمالات مین قائم ہین ایسا نہین کہ قبل ولادت شریف آپ مین
یہ کمالات نہ تھے ولادت شریف کے بعد پیدا ہوتے گئے ہون اور اسی طرح قبل ولادت
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو علم بھی بلا واسطہ و بالذات محض خدا کے فضل سے حاصل ہی
یہ نہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بتانے سے حاصل ہوتا گیا ہو بلکہ منکرین کو الزام
دینے کے واسطے علم شریف کا ظہور بتدریج حسب نزول وحی تدریجی حدوث حوادث کے
موافق ہوتا رہا اور بیشک جبرئیل علیہ السلام کے آنے سے پہلے آپ اسواسطے نہ قرآن
پڑھتے تھے اور نہ کچھ اور پڑھتے اور نہ لکھتے تھے کہ منکرین یہ شبہہ نہ کرین کہ قرآن شریف

اور کتابون سے آپ نے بنالیا یہ بات نہین کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو
علم نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم قبل نزول وحی بیشک عبادت کرتے تھے صحیح
یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی عبادت کسی دوسرے نبی کی شریعت کی تبعیت سے نہ تھی
بلکہ وحی پوشیدہ سے بموجب القاے آلہی کے اپنی ہی شریعت خاصہ کے موافق تھی امی ہونا آپ ہی کا
وصف خاص ہو دوسرے کسی کو یہ وصف حاصل نہین یعنے اور کوئی اپنی مان کے پیٹ سے جمیع
کمالات کے ساتھ نہین پیدا ہوا سبکو پیدا ہونیکے بعد کمالات حاصل ہوئے ہین اسی وجہ امی ہونا اورونکے
حق مین عیب ہو کیونکہ مان کے پیٹ سے بے تمیز پیدا ہوتے ہین اگر ویسی ہی رہین تو مرتبہ تمیز سے
سرفراز نہون سخت عیب مین مبتلا رہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم چونکہ ابتداے تعین سے
ثابت النبوت ہین ویسا ہی آپ کا رہنا ایک معجزہ کامل ہو کہ باوجود دوسرے سے تمیز حاصل نکرنیکے
خود بخود عالم تمیز مین ساتھ اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو ترقی درجات آناً فاناً ہوتی رہی
اور اسکی کیفیت کو ہمارا ذہن قاصر ہرگز محیط نہین ہوسکتا ہو پس اتناہی اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی
نے آپ کے سب کمالات وقت تعین نور سے آپ کے ساتھ بحیثیت امیت یعنے مادرزادی
کے قائم کئے اور ساتھ اسکے ترقی درجات رہی یہ بڑا اللہ کا فضل ہو جیسا کہ خود فرماتا ہو ان فضلہ
کان علیک کبیراً اور ہماری کیا حیثیت ہو کہ اللہ کے فضل کو احاطہ کرسکین آنحضرت صلے اللہ علیہ
وعلے آلہ وسلم پر جو اللہ کا فضل ہو اسی اللہ پر حوالہ کرنا چاہیے آپ کی شان بہت بڑی ہو انسان
اسکو ہرگز نہین سمجھ سکتا اور جو ولی مادرزاد ہین انکی یہ کیفیت نہین ہو کہ جیسے پیدا ہوے ویسے ہی
رہے بلکہ جوہر ولایت کا اثر انمین زمان ولادت سے ظاہر تھا کہ تعلیم آلہی اور صحبت
صالحین سے اُس اثر کا کمال اور مرتبہ ولایت کا ظہور سن تمیز مین بتدریج ہوا کیفیت طفلی کا
جتنا زوال ہوتا گیا اوتنا ہی کمال ولایت ہوتا گیا اور یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے

بیان اصحاب

آلہ وسلم کا ایک فیضانِ توجہ روحی اور عنایت نبوی مختص اُنکی ذات کے ساتھ ہی اور کل اولیا
اور کل انبیا مرتبہ عرفان اور ولایت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلّم کے محتاج اور
مستفیض ہین آپ ہی کے ذریعہ سے اس مرتبہ پر پہونچے اور پہونچتے رہینگے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلّم کے سب اصحاب کو ایمان قبول کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی
خدمت فیضدرجت مین حاضر رہنے کی بدولت مرتبہ ولایت حاصل ہی اُن اصحاب مین چارون خلیفہ
حسب ظہور ترتیب خلافت انبیا علیہم السلام کے سوا کل کائنات سے افضل ہین یعنے اول امیرالمؤمنین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ دوسرے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تیسرے
امیرالمومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ چوتھے امیرالمومنین حضرت علی مرتضے رضی اللہ
تعالے عنہ اِن چارون کو سب سے افضل جاننا چاہی اور انمین ایک کو دوسرے پر باہم فضیلت ثابت ہی
لیکن کمی اور گھٹی کی نسبت اِن چارون مین سے کسی کی طرف کرنا ادب کے خلاف ہی اُنکے ذکر مین
کمی کی لفظ بھی نہ لانا چاہیئے اس سبب سے یون کہنا چاہیئے کہ صحابہ مین اورون سے افضل حضرت علی
اور اُن سے افضل حضرت عثمان اور اُنسے افضل حضرت عمر اور اُنسے افضل حضرت ابوبکر صدیق
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ہرچند عبارت مین اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے
عنہ کی افضلیت سے شروع کرین تو بھی وہی معنی حاصل ہوتے ہین لیکن لفظ کی راہ سے
خلیفہ ثانی اور خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع کی نسبت ایک گھٹنے کی بُو پائی جاتی ہی اس سے
احتیاط چاہیئے اور سب صحابہ کو جنتی جاننا چاہیئے اور کسی ایک کی نسبت بھی بدی خیال مین لانا
ایمان سے نکالدیگا اور جو بعضے مقام پر کچھ صحابہ مین لڑائیان ہوئی ہین اُسمین دونون کی طرف
نیکی کا اعتقاد رکھنا چاہیئے اور بے ادبی سے بہت بچنا چاہیئے اسواسطے کہ صحابہ کے
ساتھ بے ادبی عین بے ادبی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی ہی

بیان اولیاء اللہ

اولیا اللہ کل واجب التعظیم ہین اُنمین سے جس ولی کی ولایت باجماع ثابت ہوچکی ہی جیسے حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسے کاظم اور حضرت امام علی موسیٰ رضا اور حضرت معروف کرخی اور حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حسن بصری اور حضرت مودود چشتی اور حضرت عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت نظام الدین اولیا اور حضرت مخدوم علی صابر اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت عبدالخالق غجدوانی اور مثل اُنکے رضوان اللہ علیہم اجمعین اُس ولی کے حق مین گُستاخی اور انکار اور بے ادبی کرنا ایمان سے نکال دیگا اور کُفر کو پہونچا دیگا بلکہ کسی ولی کی نسبت گستاخی کرنے کا اثر یہ ہی کہ گُستاخی کرنے والے کا انجام اور خاتمہ ایسے فعل پر ہوتا ہی کہ جس سے کفر ہوجاتا ہے اور مرتبہ ولایت تا بقیامت قائم ہی اور اولیا قیامت تک ہوتے رہینگے ضرور ہی کہ جسکو صالح اور پرہیزگار اور بے طمع پاوے اُسکی تعظیم کیا کرے تاکہ سوء ادب اولیا سے محفوظ رہے اگر ویسے شخص سے ایک آدہ فعل اپنی دانست مین خلاف شرع پائے اوس پر زبان طعن نہ کھولے اور ایسا سمجھے کہ ہمارا فہم خطا کرتا ہی یہ شخص خلاف شرع کا مرتکب نہین ہے لیکن اُس فعل کو درست نہ جاننا چاہیئے اور اگر وضع صالحون کی رکھتا ہو اور کلام اُسکے خلاف عقائد اہل سُنت وجماعت کے ہون یا انبیا یا اُن اولیا کی نسبت کہ جنکی ولایت بالاتفاق ثابت ہوچکی ہے اور بے دھڑک اور بے تکلف بے ادبی اور بے تعظیمی کے کلمات زبان پر جاری رکھتا ہو اُس کو ہرگز ولی نہ جاننا چاہیے اور اپنے تئین اُسکی بھی حقارت سے محفوظ رکھنا چاہیے اور اُسکی صحبت سے بھی جدا رہنا چاہیئے

بیان حضرت غوث الثقلین رضی

اور اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اولیاء اللہ مین سے حضرت غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے مظہر کامل اور قدم بقدم ہین اور مرجع اور افسر کل اولیاء اللہ کے ہین اور صحابہ کے سوا تمام اولیاء اللہ سے افضل ہین اسواسطے کہ صحابہ پر غیر صحابہ کو ہرگز فضیلت نہین ہوسکتی پس اور تفضیل کلی یعنے بے قید کسی مرتبہ اور سبب کے ایک کو دوسرے پر اپنے فہم سے بغیر وجہ شرعی کے فضیلت دینا ہرگز درست نہین اور اولیاء اللہ کے کرامات حق ہین یعنے انسے

بیان کرامات اولیاء اللہ

امور خلاف عادت وقوع مین آجانا برحق ہے اور مطلق خلاف عادت کو خرق عادت کہتے ہین جیسے مسافت دور دراز کو مدت قلیل مین خلاف معمول طے کرجانا مثلاً مہینون کی راہ ایک دن مین قطع کرنا یا بغیر حایل ہونے کسی شے یا دوا کے کسی چیز کو آگ سے جلنے نہ دینا یا پانی پر بغیر کشتی کے اور بے تیرے ہوئے پیرون سے چلے جانا اور نہ ڈوبنا یا مطالب اور حاجتین باعانت خدا بے تدبیر ظاہری برلانا جو ایسا امر کہ طاقت بشریہ سے نہو سکے اگر دعوی نبوت کے ساتھ ہو معجزہ ہے اور اگر مسلمان سے بے دعوی نبوت پایا جاوے کرامت ہے اور اگر کافر سے یا ایسے شخص سے جو عقائد غیر شرعی کو داخل اسلام کرتا ہو وقوع مین آوے تو وہ استدراج ہے اور ویسا شخص مبتدع کہلائیگا ہرگز اسکو ولی نہ جاننا چاہیے اور اوسکا معتقد نہونا چاہیے ولی وہ ہے جسکے عقائد سنت وجماعت کے موافق ہون اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی محبت کامل رکھتا ہو اور طمع دنیا اور ہواے نفس سے بری ہو ظہور کرامت ولی سے لازم نہین ہے اور اولیاء اللہ اکثر اظہار کرامت سے پرہیز کرتے رہتے ہین اللہ انسے خود بخود کرامت ظاہر کردیتا ہے ان کے قصد سے نہین ہوتی ہے اور معجزے کے واسطے نبی کا قصد ضرور ہے اور ہر ولی قرآ

ولایت حاصل کرنے مین اپنے نبی کا محتاج ہو اولیاء امّت سابقہ اپنے اُنھین انبیا کے وساطت اور تبعیت سے ولایت اور قرب اور معرفت کے مرتبے پر پہونچتے رہے اور سب انبیاء اور اولیاء امّت آخر زمان ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلّم کے محتاج ہین انبیا حضرت صلے اللہ وعلی آلہ وسلم کے فیضان روحی کی بدولت مرتبہ نبوّت اور ولایت کو پہونچے پس سب انبیا حضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم کے وزیر ہین اور اولیا اور علماء امّت بھی حضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے وزرا کے حکم مین ہین انبیاے سابقین اور اولیا اور علماء امّت محمّدی مین فرق یہ ہو کہ انبیا کو اللہ تعالے نے اپنی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم کی نیابت عنایت کی اور اولیاء اور علماء امّت محمّدی کو حضرت صلے اللہ علیہ و علے وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی نیابت عنایت ہوئی اسکی مثال یہ ہو کہ ایک شاہنشاہ ایک شخص کو اپنی طرف سے اپنی مملکت کا بادشاہ کرے اور کسی مصلحت سے اُس بادشاہ کو اپنے پاس رکھے اور اُس بادشاہ کے وزیر انتظام مملکت کے واسطے اُس بادشاہ کی طرف سے مقرر کرکے ممالک مین بھیجے اور وہ وزرا اپنے اپنے مرتبے پر خدمت وزارت بجا لائین اُسکے بعد اُس بادشاہ کو شہنشاہ بالاستقلال ممالک مین بھیجے اُس بادشاہ کے آنے کے بعد اُن وزرا کے احکام منسوخ ہو جاتے ہین اور بادشاہ کا حکم جاری ہوتا ہو اسی طرح پر انبیاے سابق آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم کے وزیر اللہ تعالے کے مقرر کئے ہوئے تھے اور ایک زمانہ کے بعد وہ بادشاہ بطلب شاہنشاہ شاہنشاہ کی ملاقات کو جائے اور انتظام مملکت کے واسطے برضاے شاہنشاہ اپنی طرف سے کئے ہوے وزرا کو

مقرر فرماوے اور خود اُن وزرا سے احوال مملکت کا تفحص کرتا رہے اور اُنپر احکام مملکت
جاری کرتا رہے یہ مثال اِس امت کے اولیا اور علما کی ہے کہ بمشیت الٰہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم نے اُنکو اپنا وزیر خود مقرر فرمایا اور جو وزیر شاہنشاہ کے مقرر کیے ہوئے ہین
بیشک اُن وزیرون سے افضل ہین جو بادشاہ کے مقرر کیئے ہوئے ہین اسطرح پر انبیا علیہم السلام
اور علماسے افضل ہین اور انبیا کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم کے ظہور بعثت مین
بھی حکمت ہے کہ اگر ابتداہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کا ظہور بعثت ہوتا تو
دوسرے انبیا فضل ہونے سے خالی رہجاتے اور اگر دوسرے انبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے
آلہ وسلم کے وفات شریف کے بعد مبعوث ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی
منسوخیت لازم آتی اور جناب حق کو کمال فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کا اظہار
اور دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناسخیت منظور ہے اگر اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے
آلہ وسلم اِس جہان مین پیدا ہوتے اور بنی آدم آپ کی اولاد مین ہوتے اور دوسرے انبیا کی
نبوت آپ کے روبرو ہوتی تو اِنمین سے جو رسول ہوتے رسالت سے عاری رہجاتے اور
آپکی آل کی تعظیم بنی آدم سے نہ پائی جاتی پھر اظہار کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم بخوبی
نہوتا اور سمجھنا چاہیے کہ چالیس برس کی عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے وآلہ وسلم بوحی خفی
اپنی شریعت خاصہ پر پوشیدہ عبادت کرتے رہے اور چالیسوین برس ایسی پوشیدگی مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے بوحی خفی عبادت کرنا اختیار کیا کہ کسی شخص کو تا حال بخبر ہوسکے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کسی دوسرے کی شرع کے بے اتباع عبادت
کرتے تھے اُس عبادت کی کیفیت اور طرز سے واقفیت نہوئی تا کہ اولیاء اللہ جو اخفاے
مجاہدات اور ریاضات پر مامور ہین تعمیل امر کے ساتھ امتثال سنّت سے بھی سرفراز ہون

عبادت قبل بعثت

ابتداے وحی

اور محروم نہ رہین پھر اللہ تعالے نے آپکی نبوت ثابت کو بذریعہ وحی ظاہر جبرئیل علیہ السلام اور نزول قرآن شریف کی وساطت سے اظہار فرمایا اسطور پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم چالیس برس کے سن مین اکثر غار حرا مین تشریف لیجاتے اور عزلت اختیار فرماتے اور عبادت اپنے طور پر بوحی خفی کیا کرتے اور بحر توحید مین ایسے مستغرق رہتے کہ باوجود کمال علم اور وسعت حوصلہ عالی کے اگر حضرت جبرئیل علیہ السلام پیش آجاتے تو عالم امکانکی طرف بغیر التفات فرمائے آپ انکو بھی نہ پہچانتے چنانچہ روایت مین ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم غار حرا مین عبادت کے واسطے تشریف رکھتے تھے ریاضات باطنی فرما کر کسی مصلحت سے طہارت کے واسطے غار سے باہر تشریف لائے کہ ناگاہ ایک آواز السلام علیک کی اوپر کے جانب سے آئی باوصف کمال مرتبہ استغراق حصول تمائز کاملہ سے اسقدر پہچان لیا کہ یہ آواز جنس مخلوقات سے ہے اور بشر کی نہین ہے لیکن عالم علوی وحدت کے جانب متوجہ ہونیکے سبب سے اسقدر خیال نہ فرمایا کہ جن کی آواز ہے یا ملک کی جیسا کہ بعض مفسرین نے اپنی تفسیر و نمین روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم جن سمجھکر متوحش ہوئے تھے اور یہ توحش جن کی ڈر او ہیبت سے نہ تھا کیونکہ امت کے اولیاء کمال توکل مین کسی بلا کو حقیقت نہین سمجھتے ہین اور نہین ڈرتے ہین چہ جائے مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم غیر سے ڈرنے کو یہان کیا دخل ہے بہ نظر اسکے کہ قوم جن آتشی ہونے کے سبب سے اکثر امور حسنہ مین فساد ڈالتے ہین گھبر اکر آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اُس مقام سے غار حرا کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ اُس سے علیحدہ ہو جائین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جلدی سے متشکل ہو کر سامنے سے راہ پر نزول کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم سے ملاقات کی چونکہ اول ہی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم استغراق بحر توحید مین مقام علوی ذات وصفات کی طرف متوجہ تھے اور آواز

دینے والے کی ہیبت خیال سے احتیاطاً غار کی طرف چلے تھے عالم امکانسے زیادہ بے توجہی آسوقت طاری تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہ پہچانا کہ غار حرا مین تشریف لیجاکر مصروف عبادت ہوئے پھر دفع توحش کیواسطے گھر کو تشریف لائے اور اہل وعیال مین دل بہلا کر پھر غار حرا مین تشریف لیگئے اور یون ہی عادت تھی کہ دو چار روز گھر مین رہکر پھر اکثر غار حرا مین بسر اوقات فرماتے دو ایک مرتبہ اور بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات کا اسی طرح اتفاق ہوا اور شناسائی کی عادت بھی باہم ہوئی پھر بعد اُسکے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی جناب مین آئے اور سورۂ اقراء لاکر حضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم سے کہا کہ اقراء یعنے پڑھیئے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم اپنے رازونیاز محبت سے عباوات توحیدیہ مین مشغول رہتے تھے اور کبھو پڑھنے اور لکھنے کا شغل نہین کیا تھا اسواسطے کہ نزول قرآن شریف کے وقت کفار اپنے انکار پر آپ کی عادت نوشت وخواند کو دلیل نہ پکڑین کہ دوسری کتابون سے سیکھ کر آپ نے قرآن بنالیا ہی اور نوشت وخواند کی طرف توجہ معاملات علوی کے مانع ہوا کرتی ہی اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍ یعنے مین پڑھنے والا نہین ہون کہ میرا کام قرب اعلے کا ہی اور نوشت وخواند کا کام چاہتا ہی کہ حروف کی طرف توجہ اور التفات ہو جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ معاملہ دیکھا خیال کیا کہ کاروبار تعلیم وتعلم خلائق کا درہم برہم ہو جائیگا ناچار جسطرح کارکنان دربار سلاطین کو جسوقت کہ وہ اپنے لذائذ مین مستغرق ہو جاتے ہین انتظام مملکت کے واسطے معاملات دفاتر کی طرف متوجہ کر دیا کرتے ہین اسپنے پر وہین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو ڈھانپ لیا تاکہ کیف حجاب ملکیت کے سبب سے حضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو امور

ممکنات کی طرف التفات پیدا ہو جائے چونکہ غلبۂ نورانیت و تصرف خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم کا وسیع تھا ایک مرتبہ کا ڈھانپنا کچھ موثر نہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم نے وہی جواب ارشاد کیا دوبارہ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ڈھانپا تاہم بدستور اول قوت نورانیت کی وجہ سے وہی کیف سابق قائم رہا اور ویسا ہی مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ فرمایا یعنے مین پڑھنے والا نہین ہون اور بہ سبب کمال استغراق توحید کے پڑھنا لکھنا نہین چاہتا ہون یعنے پڑھنے لکھنے کو اپنا مقصود اور کار ضروری نہین سمجھتا ہون ناچار تیسری بار خوب طرح سے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو اپنے پرون مین ڈھانپا کہ تاثیر اتحادی سے حجاب ملکیت کا کیف آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو لاحق ہوا اور امور ہدایت خلق جاری ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اسطرف متوجہ ہو کر قرارت مین مشغول ہوئے ہرچند کہ آپکا علم اور تمام کمالات تعین نوری کے وقت سے آپ کو بلا واسطت غیر محض تعلیم الٰہی سے حاصل تھے جیسا کہ وصف امی اسپر دلالت کرتا ہی لیکن بحر توحید مین کمال استغراق کے سبب سے اِس عالم کیطرف سے ایسی بی التفاتی اُسوقت حاصل تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ معاملہ واقع ہوا گویا ظاہر مین جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو پڑھایا اور حقیقت مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تحریک خادمانہ کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم اپنے علم کلی کیطرف متوجہ ہوکر پڑھنے لگے اور حرف شناسی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ توجہ اُس کیفیت کے منافی تھی کہ کمال استغراق سے گویا اس عالم سے ناواقفی حاصل کی تھی پھر وہی توجہ کرنے کا اتفاق ہوا پس قرب اعلے سے قرب ادنی کی طرف تنزل کرنے کے سبب سے ہول دل پیدا ہوا اور جسم مبارک پر رونگٹے کھڑے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے لحاف اوڑھ لیا حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی دیکھکر احوال پوچھا

آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے بفحوائے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدرِ عُقُولِہِم یعنے باتین کرو لوگون سے بقدر اُنکی سمجھ کے احوال ظاہر جو گذرا تھا بیان کیا اور عالم وحدت سے عالم امکان کی طرف تنزل کے سبب سے کہ صاحب کیف کو ناگوار ہوتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ اِس کیفیت سے ہلاک ہو جاؤن یعنے اِس عالم کی طرف التفات کا حال اگر ایسا ہی ہر آن دائمی رہیگا تو میرے نزدیک اُس تقرب اعلے کی فرصت نہ پانے کے سبب سے گویا یہ ہلاکت ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنا سا ڈر سمجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی تشفی اسطور پر کرنے لگین کہ آپ کو اللہ تعالے نے اخلاق کریمہ عنایت فرمائے ہین جیسے خلائق پر رحم کرنا محتاجون کی حاجت بر لانا ایسا شخص رحمت الٰہی کا مستحق ہوتا ہے غضب کا نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو اِس تشفی سے تسکین نہوئی آخر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تشفی دلانے کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو ورقہ ابن نوفل اپنے چچا کے پاس کہ وہ سابق کی آسمانی کتابون سے ماہر تھے لیگئین ورقہ نے یہ احوال سُنکر آپ کو پہچان لیا اور آپکی رسالت کی تصدیق سے سرفراز ہوا عرض کیا کہ وہ ناموس اکبر تھا اور ناموس اکبر اُس زمانہ کے اہل کتاب کی اصطلاح مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہتے تھے اور کہا کہ وہ پیغمبرون کے پاس وحی لیکر آیا کیے ہین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آئے آپ نہ گھبرائیے آپ کی بہت بڑی شان ہے لیکن آپ کی قوم آپ کا مرتبہ نہ سمجھیگی اور آپ کو ایسا رنج پہونچائینگے کہ آپ اپنے وطن سے نکلین گے چونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہین جب ایسی قوم کا ذکر آپ کے سامنے ہوا غلبۂ ترحم سے اُنکے جانب التفات پیدا ہوا اور اِس تنزل کو اونکی مصلحت سمجھکر آپ نے پسند کیا آپ کا وہ توحش رفع ہوا پھر آیۂ یَا اَیُّہَا المُزَّمِّلُ نازل ہوئی اور نزول وحی جاری ہوئی اسمین بھی بسبب استقلال قوت نورانیت کے قرب اعلی کی کیفیت دوسری وضع پر حضرت صلے اللہ علیہ

وعلے آلہ وسلم کو طاری ہوئی لیکن کمال شوق وحدت سے آپ اُسی استغراق کیطرف متوجہ رہتے
ظاہر مین جبتک دوسری وحی نہ آتی جو کچھ آپ کو معلوم تھا لوگون پر اظہار نہ کرتے ظاہر مین ناواقف
بنے رہتے اور حقیقت مین عالم چنانچہ ہر رمضان مین حافظون کی تعلیم کرنے کی ضرورت سے
علم کامل کی طرف متوجہ ہو کر حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے دورہ کیا کرتے اسی وجہ سے مفسرین
نے بیان نزول وحی مین بہ نظر احوال ظاہر آپ کی ناواقفی ظاہری بیان کی اور حضرت جبرئیل
علیہ السّلام کا آپ کو پڑھانا مذکور کیا اور فقہا نے سند علم ظاہر مین حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو
درمیان اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے علم کا واسطہ لکھا ہی اور مفسّرین نے مقام
شرح صدر مین باین نظر آپ کے حوصلہ کی وسعت اور آپ کے سینہ پاک مین سب اقسام علوم
کی جمعیت بیان کی ہی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم عالم تھے اور فقہا نے علم عقائد
مین لکھا ہی کہ انبیا کو تعلیم الٰہی تھی ملائکہ کی تعلیم نہ تھی ملائکہ پیغام پہونچانے مین ایک واسطہ تھے پس
آپ کو تمام کائنات کا علم ہونا ظاہری ناواقفیت کے ساتھ اجتماع ضدین ہی اور یہ اجتماع ضدین
آپ کا معجزہ کامل ہی اسی وجہ سے بیضاوی نے تفسیر امّی کے نیچے وصفہ بہ تنبیہا علے ان کمال
علمہ مع حالہ احدی معجزاتہ لکھا ہی یعنے وصف کیا اللہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وعلے آلہ وسلم کا ساتھ صفت اُمّی کے واسطے آگاہی دینے کے اوپر اس بات کے کہ تحقیق
کمال علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کا ساتھ ایسے حال کے ایک معجزہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم کا ہی اور شروانی نے اسی تفسیر کے حاشیہ مین بھی تحقیق افادہ کی کہ
جو ہمنے ابھی لکھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال قرب الٰہی اور جسم
نوری اور کمال بقائے امور حقیقت اور یادداشت عالم اصل کی اور عنایت الٰہی کے
سبب سے ہر وقت جمیع کائنات کے عالم ہین اور اپنے کمال رحمت اور تقاضائے حکمت

الٰہی کے سبب سے شریک امور بشری ہین اسواسطے کہ آپ کی امت مجبوریت بشری مین مین بھی سنت
شریفہ سے محروم نہ رہے قرب حق کی جہت سے آپ کو جمیع کائنات کا علم محیط حاصل تھا اور شمول
خلق کی نظر سے آپ اپنا علم بقدر ضرورت بمقتضاے حکمت و مصلحت اُسی قدر ظاہر فرماتے جتنا
حکم الٰہی ہوتا آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو علم جمیع کائنات کا ابتداے تعین
نور سے حاصل ہی اور نہ پڑھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کا قرآن شریف کو
قبل از وحی اور پیغام پہونچانا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ
وسلم کو اللہ کی طرف سے موافق حدوث حوادث کے حق ہی نسبت کمی او رجہل کیطرف آنحضرت
صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے سخت بے ادبی اور اقسام کفر سے ہی اللہ تعالے محفوظ رکھے
سواے الوہیت اور لوازم معبودیت جتنے کمالات ہین سب آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے
آلہ وسلم کو حاصل ہین جیساکہ شیخ عبدالحق دہلوی نے مرج البحرین مین لکھا ہی و مجمل
اعتقاد در حق سید کائنات صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم آنست کہ ہرچہ جز مرتبہ الوہیت
است از کمالات و کرامات اثبات کند کائنا ما کان شعر دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِم
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكِمِ ۞ فَانْسُبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ
شَرَفٍ ۞ وَانْسُبْ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ ۞ شعر مخوان او را خدا از بہر امر
شرع و حفظ دین ۞ وگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن ۞ پچاس برس کی عمر کے
بعد مکے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو معراج ہوئی براق پر سوار ہو کر مسجد حرام
سے مسجد اقصے تک جبرئیل علیہ السلام اور گروہ ملائکہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور
دہان ارواح انبیا کی امامت کی وہان سے سیڑھی پر چڑھکر آسمان دنیا پر تشریف لیگئے عجائب
اور غرائب صنعت الٰہی مشاہدہ فرماتے ہوئے ساتون آسمان اور بیت المعمور

اور جنت اور دوزخ کی سیر کی پھر نفس نفیس رفرف پر سوار ہو کر عرش اعلے پر تشریف لیگئے اور حجابون کو طے فرماکر قرب اتم آلہی مین مقام دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ مین چشم جسمی سے دیدار آلہی کیا اور بالمشافہ حق تعالے سے باتین کین اور امور راز و نیاز دیا بین جاری ہوئے کہ بشر کی عقل وہان قاصر ہی بلکہ کسی عارف کا عرفان کسی وجہ سے بدون ارشاد اور بیان تعلیمی آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم ہرگز اون راز و نیاز کو نہین پہونچ سکتا بلکہ عرفان ہی نہین حاصل ہوسکتا ہی اگر کوئی دعوی کرے کہ بدون وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے حصول عرفان سے فائز ہوا کاذب ہی اور ایسے اقوال جو بعضے اولیا کی طرف نسبت کرتے ہین یا بعض مواضع مین لکھا ہو تو افترا اور بہتان ہی اور ولی ایسی بد باتین کہنی ہی سی بری ہین ہرگز ایسے اقوال کو صحیح نہ سمجھنا چاہیے بعد اسکے حضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم طرفۃ العین مین اپنی جاے استراحت پر پہونچے پھر ترپن ۵۳ برس کے سن مین حضرت صدیق اکبر کو ساتھ لیکر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دین وطن کیا اور امور جہادیہ و شرعیہ جاری کرنے کے بعد تریسٹھ ۶۳ برس کے سن مین لقاے آلہی کی طرف متوجہ ہوئے اور حیات کاملہ کے ساتھ ہماری نظرون سے چھپ گئے اور جسطرح کہ انتظام خلائق اور حراست امت آپ کے ساتھ زمان حیات ظاہری مین متعلق تھی اسی طرح اب بھی قائم ہین عالم کے جمیع امور انتظامیہ متعلق آپ ہی کی ذات خاص سے ہین دوسرے کسیکو ہرگز وہ مرتبہ حاصل ہونا ممکن نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی حیات قائمہ مسلم الثبوت ہی عقل کو اسمین کچھ دخل نہین اور سب اولیا امت محمدی صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اور انبیاے سابق اور انکے زمانہ کے اولیا اونکی تبعیت کی وجہ سے حضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی وساطت سے اپنی حیثیت کے موافق انتظام عالم پر مامور ہین پس حضرت حق کی

ہجرت

وفات

تنزیہ اور حضرت رسالت کی تعظیم بوجہ اتم کے امور لوازم ایمان سے ہین اور جن امور مین کسی طرح کی توہین شان حضرت رسالت پائی جائے خلاف ایمان ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی وفات شریف ہماری موت کے مثل ہرگز نہین ہی بلکہ چونکہ اس جہان مین ظہور رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم محض انعام اور اجرائے رحمت عامہ کے واسطے تھا جب احکام دین اسلام کے کلی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے فضائل حاضرین پر تمام و کمال ظاہر ہو چکے اسطور پر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے فیضان سے حضرات صحابہ کو قوت افاضہ تابعین بسہل الوصول بوجہ اتم حاصل ہوئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو اپنے لقائے خاص کی طرف متوجہ اور دیدان نظرون سے جو چون وچرا مین ملوث ہین محجوب فرمایا اسلیئے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اسی طرح اس جہان مین ظاہر رہتے تو حوادث اور شدائد قیامت کے کہ نمونہ عذاب ہین ظاہر نہو سکتے اسواسطے کہ قرآن شریف مین حق جل و علے نے وعدہ فرمایا ہی کہ ای ہمارے حبیب جبتک اُن لوگون مین تم رہو گے اُنپر مطلقاً ہم عذاب نہ بھیجینگے اور اگر حضرت ادریس علیہ السلام کیطرح قید حیات کے ساتھ آسمان کی طرف عروج فرما کر وہین قرار فرماتے اہل زمین بالکلیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی معیت سے محروم ہو جاتے اور حفاظت نظام عالم اور دستور منتظم سے برہم ہو جاتے اسواسطے لباس وفات باعتبار ظاہر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کو حضرت حق نے پہنا کر اسی زمین کے بقعہ مین سکونت دی اور لقائے اتم سے مشغول فرمایا پس موت نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اتنا ہی مضمون ہی کہ حرکات جسدیہ موافق بشریت لوگون کی نظرون مین موقوف ہو گئے نہ ایسا کہ معاذ اللہ جسم شریف بالکلیہ روح سے جدا ہو کر جماد محض ہو گیا ہو پھر اسواسطے کہ امت محمد صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے مردے تجہیز و تدفین مین بھی شرف سنّت سے مشرف ہون

آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلّم قبر شریف مین تشریف فرما ہوئے بیشک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم اُسی حیات سابقہ کے ساتھ قبر شریف مین حی وقائم حسب عادت شاغل عبادت
اور اپنی امت بلکہ کل کائنات کے اصلاح امور اور حراست مین مصروف ہین اور اسی حیات کے
ساتھ عالم حشر اور بعث مین اُٹھینگے صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم اور دوسرے لوگونکی موت عبارت
اس سے ہی کہ روح بالکلیہ جسم سے منفصل ہوجاتی ہی اور جسم جماد محض ہوجاتا ہی اور روح کو فرشتے
لیکر عازم حضرت قدس ہوتے ہین آسمان اول کے فرشتے ملائکہ قابض ارواح سے مستفسر احوال روح
مقبوض ہوتے ہین ملائکہ قابض جواب دیتے ہین کہ یہ روح فلان بن فلان یا فلانہ بنت فلان
کی ہی اگر روح خبیث ہی تو آسمان کے فرشتے ٹھوکر سخت دیتے ہین کہ وہ روح وہان سے
زمین پر گر پڑتی ہی اور وہ ملائکہ قابض وہان سے اُتر کر اوس روح کو پکڑ کر بطریق تعذیب اُسکے
جسم کے پاس گرفتار کیے ہوئے حاضر رہتے ہین اور اگر روح طاہر اور مومن کی ہی تو آسمان کے ملائکہ
جب اُسکا نام سنتے ہین ملائکہ قابض کے ساتھ مرحبا کہتے ہوئے اُس روح کے جلو مین چلتے ہین
اسطرح پر فلک بہ فلک زیر عرش اوس روح کو حاضر خدمت قدس کرتے ہین اور وہ روح
مشرف بسجدہ حق ہوتی ہی اور حضرت حق سے ملائکہ کو حکم ہوتا ہی کہ اس روح کو بہ تعظیم اُسکے جسم
کے پاس لیجاؤ وہ ملائکہ اُس روح کو جسم کے پاس بہ تعظیم لئے ہوئے حاضر رہتے ہین جب تجہیز
جسم ہو چکتی ہی اور اُس جسم کو لوگ جنازہ کر کے دفن کے واسطے لیچلتے ہین ملائکہ قابض ارواح
اس روح مقبوض کو جنازے کے ساتھ لیچلتے ہین جب جسم کو لوگ قبر مین اُتارتے ہین ملائکہ
روح کو اُسی قبر مین اُتار دیتے ہین اور قبر مین اُتارنے والے آدمیون کے ساتھ ملائکہ
بھی اُس روح کو جسم کے ساتھ چھوڑ کر نکل آتے ہین دفن کے بعد منکر نکیر دو فرشتے ہین
وہ سوال کے واسطے آتے ہین اور روح کو جسم مین داخل کرتے ہین اور پوچھتے ہین

کہ تیرا معبود کون ہی اور یہ نبی یعنے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم جو کہ کافۂ خلق پر رسول ہوئے
ہین اُنکے حق مین تو کیا کہتا ہی اگر روح خبیثہ ہی تو وہ جواب دیتا ہی کہ مجھکو نہین معلوم جو اور لوگ
اونکے حق مین کہتے تھے مین بھی وہی کہتا تھا پھر منکر نکیر اُسکو سختی سے لٹا دیتے ہین اور اُسکی قبر
مین جہنم مین سے ایک روزن کھول دیتے ہین کہ اُس روزن سے ہوائے گرم او رتپش
دوزخ کی پہونچتی ہی اور زمین خوب دباتی ہی یہان تک کہ بائین پہلو کی پسلیان داہنے پہلو کی
پسلیون سے ملجاتی ہین اور اُس روح کو سجین مین کہ ایک مقام ہی ساتون طبقے زمین کے نیچے
جگھ ملتی ہی اور وہ مقام بہت تنگ اور سخت متعفن ہی اور ٹاٹ کا لباس پہنا کر اُسمین قید کرتے
ہین ساتھ اُسکے قبر مین جسم سے بھی متعلق رہتی ہی اور سختی قبر بھی اُٹھاتی ہی اور اگر روح طاہر ہی بعد دفن کے
منکر نکیر اُس سے بھی صورت حسین بنکر وہی سوال کرتے ہین یعنے روح کو جسم مین داخل کر کے
پوچھتے ہین کہ معبود تیرا کون ہی اور اس نبی رسول الثقلین کے حق مین تو کیا کہتا ہی وہ جواب
دیتا ہی کہ معبود میرا اللہ ہی اور یہ رسول برحق ہین اور مین اُنکی اُمت مین ہون پس منکر نکیر
اُسکو باسائش لٹا دیتے ہین اور اُسکی قبر مین جنت سے ایک دریچہ کو کھول دیتے ہین
کہ اُس دریچہ سے خوشبو اور ہوائے خوب اُسکو پہونچتی ہی اور قبر کشادہ ہو جاتی ہی پھر بعض
انمین سے مثل دولہن کے قبر مین سوتے رہتے ہین یعنے آسائش سونے کی پاتے ہین
اور غفلت نہین ہوتی جیسے دولہن آسائش مین لٹائی جاتی ہی اور غافل نہین
ہوتی اور بعض انمین سے نماز اور تسبیح مین مشغول ہوتے ہین اور بعض کے پاس حور
بہشت کی آتی ہی اور اُنسے باتین کرتی ہی پھر جب اُٹھنے لگتی ہی وہ اُسکو مانع ہوتے
ہین اور اُسکے گلے کا مالا پکڑ لیتے ہین مالے کا ڈورا ٹوٹ جاتا ہی موتی اس کے قبر
مین بکھر جاتے ہین حور اپنے مالے کے واسطے نالان ہوتی ہی پھر وہ دونون موتی

چہنے لگتے ہین اسی کیفیت مین رہینگے کہ ناگاہ حشر ہوجائیگا پھر سمجھنا چاہیے کہ اس جہانمین روح کی تنگی اور حصر اپنے جسم مین رہتا ہی اور اُس عالم مین روح خبیث کو باوجود تعلق جسم کے بطریق کشیدگی عذاب کے قبر سے سجین تک کھنچاوٹ ہوتی ہی اور وہ ایک مقام ہی ساتون زمین کے نیچے بطریق گڑھے کے نہایت تنگ اور بدبو اور لباس اُسمین ٹاٹ کا رال سے لپا ہوا ملتا ہی اور وہ سب طرف سے بند ہوتا ہی روح اُدھر کیفیت عذاب قبر سے متصدم اور ادھر تنگی حبس سجین سے متالم رہتی ہی اور روح طاہر صالح کو کشادگی بطریق انبساط کے ہوتی ہی کہ جسم کے ساتھ تعلق کامل ہوتا ہی قبر مین رہتی ہی اور ساتھ اسکے علیین تک پھیلی رہتی ہی اور وہ ایک مقام ساتوین آسمان کے اوپر بہت وسیع اور ٹھنڈا خوشگوار ہی اُسمین لباس حریر اور دیبا کا اُسکو ملتا ہی اُدھر لذائذ قبر اودھر آسائش وسعت علیین مین خوش اور مطمئن رہتی ہی اور اہل قبور کو سننے کی وسعت بہت حاصل ہوتی ہی کہ جو قبر پر جاتا ہی اور اسکے جوتے کی آواز اور پائون کی چاپ سنتے ہین اور جو پڑھتا ہی یا کہتا ہی گو آہستہ ہو سب سنتے ہین اور دور سے جو خطاب اُنکی طرف ہوتا ہی اُسمین متعلقین کا خطاب التفات اور تعلق کی وجہ سے ہر وقت سُن لیتے ہین اور غیر متعلقین سے التفات کے وقت سُنتے ہین اور جواب بھی دیتے ہین لیکن اس عالم کے لوگون کو انکا جواب سننے کی طاقت نہین اور فیوض اہل قبور صالحین سے جاری ہین اور اس جہان کے لوگ جو کچھ خیرات اور عبادات نفل کا ثواب اہل قبور کو بخشتے ہین اونکو پہونچتا ہے اور اونکو معلوم ہوتا ہے کہ فلان شخص نے اس قسم کے ثواب کا ہمکو ہدیہ بھیجا ہے اور جو اس جہان سے مرجاتا ہے جس گروہ مین ہے اوس گروہ سے ملاقات اور شناسائی ہوتی ہے اگر اہل سجین سے ہے اونسے ملاقات ہوتی ہے اور باہم پہچانتے ہین لیکن بجہت گرفتاری آلام سجین کے استفسار احوال سے قاصر رہتے ہین اور اگر اہل علیین سے ہے تو بھی

ملاقات ہوتی ہی اور پہچانتے ہین اور اپنے متعلقین کا احوال استفسار کرتے ہین اگر اُس وارد حال نے اُن پس ماندگان مین سے کسی کی موت کا حال بیان کیا کہ وہ مرگیا انسے نہین ملا ہی اُسپر تاسف کرتے ہین یا اگر یہ حال بیان کیا کہ دنیا کے امور مین بالکل پھنسا ہوا ہی تو ملول ہوتے ہین پس اگر بسبب توغل دنیا کے کوئی بے ادبی معظمین بارگاہ حق سے مذکور کرتا ہی تو اُس بے ادب کے حق مین بددعا کرتے ہین اور اگر فقط ارتکاب معاصی حفظ آداب کے ساتھ سُنتے ہین تو دعاے نجات کرتے ہین اور سمجھنا چاہیے کہ جو شخص جنگل مین مرگیا اور جسم اُسکا جانور کھا گئے یا جسم گل کر خاک ہو کر ہوا مین اُڑگیا یا آگ مین جلادیا گیا یا دریا مین بہادیا گیا اُسکے حق مین بھی معاملات قبر ہوا مین اور حدت آتش مین اور جانورون کے پیٹون مین ہوتے ہین اس جہان کے لوگون کو تمائز اُنکے قبور کا حاصل نہین اور چونکہ روح کو بعد موت کے ایک کیفیت صفا اور وسعت کی حاصل ہوتی ہی اور جسم بوسیدہ اور رزائل اس جہان کے پھوڑے اور گلے ہوئے زخم کے حکم مین رائگان ہوتا ہی اور جسم کا بقیہ روح کے ساتھ بکمال ایسا متعلق رہتا ہی جیسے دنیا مین بقیہ جسم روح سے متعلق رہتا ہی اور وہ بقیہ توابع روح مین ہو جاتا ہی اور قبر بمنزلہ جسم کے ہوجاتی ہی پس جو معاملات کہ زندون کے جسم کے کرنے ہین روح کو کو ایذا ہوتی ہی اسی طرح دفن کے بعد قبر کے ساتھ وہ معاملات کرنے سے روح کو ایذا ہوتی ہی اور جو معاملات زندہ کے ساتھ کرنے سے باعث فرحت روح ہوتی ہین وہ قبر کے ساتھ کرنے مین بھی باعث فرحت روح ہوتی ہین پس جو جو تعظیمات کہ حالت حیات مین اہل قبور کے واسطے عمل مین آتے تھے قبور کے ساتھ اونکا حفظ لازم ہی لیکن جو تعظیم ممنوعات شرع سے ہو وہ ہر وقت مین ممنوع ہی پس بنانا قبر پختہ کا واسطے نشان باقی رہنے کے درست ہی گو اسمین بھی صورت تکلیف کی بظاہر معلوم ہوتی ہی جیسے واسطے اصلاح جسم کے

غیر مدفون

معاملہ قبرونکے ساتھ

تعمیر قبر پختہ

پھوڑا چاک کرنا اور اوسپر مرحم لگانا ظاہر مین سبب تکلیف ہوتا ہو واسطے اصلاح جسم کے اور

ف اہل قبور کا تعلق زندون سے

حفاظت صحت کے درست اور پسندیدہ ہو اور اہل قبور سے زندون کو فیض اور تعلیم باطنی حاصل
ہونا اور زندون کے حق مین اونکی دعا قبول ہونا اور زندونسے خیرات و حسنات کا ثواب اہل قبور

ف زیارت قبر

کو پہونچنا حق ہو اور زیارت قبور زائر کیواسطے اہل قبور سے تقرب حاصل ہونے کا باعث ہوتا ہو
اور اہل قبور زائر کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور زائر کے واسطے دعاے خیر کرتے ہین اور اگر
اپنے مقام سے ایصال ثواب کرے یا اونسے دعا طلب کرے تو بھی ہوسکتا ہو اور ثواب اونکو
پہونچتا ہو اور اونکی ارواح کا تعلق اوسکی طرف ہوتا ہو لیکن حرکت کرکے اونکی قبر تک جانا البتہ

ف تسلط عیسائیون کا

موجب زیادت تعلق ہوتا ہو اور اعتقاد کرنا چاہیے کہ آخر زمانہ مین تسلط کفار عیسائی کا تمام عالم مین
ہوجائیگا مگر تین بقعہ محفوظ رہینگے مکہ معظمہ مدینہ منورہ طائف کہ ان مواضع پر حصار ملائکہ علیہم السلام
ہوگا اور دخول کفار کا بطریق تسلط نہوسکیگا بعد اوسکے اوسی عملداری کفار مین ظہور دجال ہوگا اور

ف ظہور دجال

وہ خدائی کا دعوی کریگا اور یہ سب کفار اوسکے مطیع ہونگے وہ وقت نہایت سخت ہوگا
اسواسطے کہ دجال سے استدراجات عظیمہ واقع ہونگے لیکن اللہ تعالے ایمان والون کی
حفاظت کے واسطے اوسکے ناحق ہونے پر ایک دلیل قائم رکھیگا اور حضرت امام مہدی

ف امام مہدی

علیہ السلام پہلے سے اوس زمانے کے قریب مکہ معظمہ مین پیدا ہونگے اسی زمانہ دجال
مین کعبے مین چالیس ابدال طواف کرتے ہوئے حضرت امام کو پہچانینگے اور اون سے
بیعت امامت کرینگے اور اوسوقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر چالیس
سال کی ہوگی پھر سب حاضرین مکہ مشرف بیعت ہوئینگے پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام
مکے سے بیت المقدس کو تشریف لیجائینگے اور تسلط دجال کا شدید ہوگا یہان تک

ف نزول عیسے

کہ امام کو اور اونکی قوم کو دجال بیت المقدس مین گھیر لیگا پھر عیسے علیہ السلام

بیت المقدس کے منارہ شرقی مین نزول فرماوینگے اور وقت عصر کا ہوگا اور اقامت نماز
کی ہوچکی ہوگی کہ امام مہدی علیہ السّلام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے امامت نماز کی
درخواست کرینگے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام شریعت محمدی کے لحاظ سے امامت نکرینگے
اسواسطے کہ امام قوم امامت کے واسطے احق ہو اگرچہ اور کوئی افضل بھی اوس سے آجاوے
ہر چند کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام حیثیت نبوّت سے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے
افضل ہین لیکن اُسوقت حضرت عیسےٰ علیہ السّلام اوپر سے تشریف لاوینگے اور حضرت
امام مہدی علیہ السّلام پہلے سے امام قوم ہونگے انکی حقیقت امامت کے لحاظ اور اپنی اتباع
ملّت محمدی کے اظہار کے واسطے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام امامت سے عذر کرینگے اور حضرت
امام مہدی علیہ السّلام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے منصب نبوّت کی عظمت ظاہر کرنیکو مبالغہ کرکے حضرت
عیسےٰ علیہ السلام کو امام کرینگے اور امام مہدی علیہ السّلام خود مقتدی ہونگے
بعد اُسکے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام اور نمازون مین امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا
اسواسطے کیا کرینگے کہ یہ بات ظاہر ہوجاوے کہ وہ تبع شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وعلےٰ
آلہ وسلم ہین اور بعض علما کہتے ہین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام امامت نہ کرینگے اور
امام مہدیؑ کی اقتدا کرینگے پھر اور اوقات مین حضرت عیسےٰ علیہ السّلام بھی کبھی امامت
کرینگے بعد اُسکے دجّال سے مقابلہ کرینگے اور ایک ہی حملے مین دجّال کو مارینگے پہلے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کا نام سنتے ہی دجّال رعب مین آکر گھلنے لگا جیسے پانی مین نمک گھلتا ہے
چندروز کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام وفات فرماوینگے بعد اُسکے یاجوج ماجوج
ظاہر ہونگے یہ دو قبیلے ہین اونکی اصل مین اختلاف ہے بعض روایت کرتے
ہین کہ یافث بن نوح کی اولاد مین ہین اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے

ظہور یاجوج ماجوج

کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سوتے مین احتلام ہوگیا تھا اور نطفہ انکا مٹی مین مخلوط ہوگیا تھا
اُس سے یاجوج اور ماجوج پیدا ہوئے اُنمین بعضونکے قد بہت بڑے چار سو گز کے ہین اور
بعضون کے قد بہت چھوٹے ایک ایک بالشت کے اور کان اُن سب کے بہت بڑے لمبے
کہ ایک کان کو بچھاتے ہین اور دوسرے کو اوڑھتے ہین اور اونکے دانت کتون کے دانتون
کے ایسے ہین زمانہ سابق مین بھی خلائق کو بہت ایذا دیتے تھے حضرت ذوالقرنین نے اُنکے
اور دوسرے آدمیون کے درمیان مین دیوار جانب شمال منتہائے آبادی پر تانبا اور پتیل
گلا کر قائم کردی وہی سد سکندری کہلاتی ہو وہ ہمیشہ شب کے وقت اُس دیوار کو یاجوج ماجوج
دانتون سے کھودتے ہین جب صبح ہوجاتی ہو تو باہم کہتے ہین کہ اب رہنے دو کل پھر کھودینگے
اللہ تعالے اُس دیوار کو اِس عرصہ مین ویسے ہی بدستور کردیتا ہی یہانتک دجّال کے
ہلاک ہونے کے بعد ایک مرتبہ صبح کو انشاء اللہ تعالے کہکر کہینگے کہ کل کھودینگے وہ دیوار
انشاء اللہ تعالے کہنے کی برکت سے پوری نہوگی بقیہ باقی رہیگی کہ دوسری شب کو
وہ اُسکو بھی کھود ڈالینگے اور آبادی مین آجائینگے آدمیون کو بہت ستائینگے اور درندے
کے طور پر جانورونکو اور آدمیون کو پھاڑ پھاڑ کھائینگے اور تیرون اور نیزون سے بھی مارینگے
پھر اللہ تعالے سے حضرت عیسے علیہ السلام اُنکے دفع کی دعا کرینگے اُنکی دعا کی برکت
سے اللہ تعالے اپنے قہر سے یاجوج ماجوج کو بالکلیہ غارت کردیگا پھر حضرت عیسے
علیہ السلام نکاح کرینگے اور اُنسے ایک لڑکی پیدا ہوگی اور وہ جوان ہوکر ایک مرد صالح
سے منکوح ہوکر حضرت عیسے علیہ السلام کے روبرو مرجائیگی اُسکے بعد جب حضرت عیسے
علیہ السلام کو اوترے ہوئے چالیس سال ہوجائینگے تو وہ وفات فرماوینگے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے روضہ شریف مین مدفون ہونگے لیکن اِس امر مین

اختلاف ہی کہ امام مہدی علیہ السّلام پہلے وفات کرینگے ویا عیسےٰ علیہ السلام بعضون کے
نزدیک عیسےٰ علیہ السلام پہلے وفات فرماوینگے لیکن قول اول اصح ہی اور قول ثانی بھی خلاف
اہل سُنّت نہین ہی بعد اُسکے مسلمان مرجائینگے اور قرآن شریف اُٹھ جائیگا یہانتک کہ دلون
سے بھی اُٹھ جائیگا اور کعبہ بھی اپنے مقام سے بآفات خبیثہ منہدم ہوجائیگا پھر بعد اُسکے دین
مین ضعف ہوتا جائیگا یہان تک کہ ایک وقت ہوگا کہ اکثر لوگ یہ کہینگے کہ ہمارے زمانہ
مین کچھ لوگ تھے کہ وہ اللہ کہتے تھے تاہم چیدہ چیدہ اُمّت محمدی کے عابد لوگ باقی رہینگے
کہ ناگاہ حادثات مہیبہ بکثرت اور متواتر وقع ہونے کی وجہ سے تمام خلق قیامت آنے
کی دعا کرنے لگے گی پھر ایک مرتبہ آفتاب غروب کرکے تین شبانہ روز کی مدت کی مقدار
تک طلوع نہ کریگا اور مہتاب بھی طلوع نہ کریگا تاریکی شب محیط عالم ہوگی اور آسمان اور
ستارے اپنی حرکت سے باز رہینگے یہان تک کہ تہجد گذار اپنی نیند پوری کرکے اُٹھینگے
اور ستارون کو جس جگہ چھوڑکر سوئے تھے اُسی جگہ پائینگے جب بہت دیر گذریگی متحیر ہوکر
عبادت ادا کرینگے اور تمام خلق مضطر اور پریشان ہوگی تین شبانہ روز کی مقدار
گذرینگے بعد جانب مغرب سے آفتاب اور ماہتاب دونون بے نور طلوع کرینگے اور
اور تا خط نصف النہار عروج کرینگے پھر حضرت جبرئیل علیہ السّلام بحکم الٰہی آفتاب
اور ماہتاب کو پھیر لیجائینگے اور دروازہ توبہ سے کہ جانب مغرب مین ہی غروب کرینگے
اور دروازہ توبہ کا بند ہوجائے گا پھر توبہ باقی نرہیگی جو جس حالت پر ہی اُسی حالت پر
رہے گا زہے نصیب صالحون کے کہ اپنی صلاحیت پر رہینگے واے برحال عاصیونکے
کہ قعر دریاے گُناہ سے ساحل نجات پر نہ پہونچینگے گو توبہ کرتے رہین والعیاذ باللہ
دوسرے روز ایک زلزلہ زمین مین پڑے گا کوہ صفا جانب مشرق سے داہنی طرف

کعبے کے شق ہو جائیگا اُسمین سے دابۃ الارض ایک جانور نکلیگا اُسکا چہرہ بصورت انسان
ہوگا اور سر پر سینگ نیل گاؤ کے ایسے یا بارہ سنگھے کے مثل اور گردن گھوڑے کی سی ایال دار
اور پیٹھ ہرن کی اور دُم گاؤ کی اور ہاتھ بندر کے اور پاؤن اونٹ کے اور بفصاحت تمام کلام
کریگا ایک ہاتھ مین عصاے موسے علیہ السّلام دوسرے ہاتھ مین انگشتری سلیمان علیہ السّلام
لئے ہوئے بسرعت تمام عالم دنیا کی سیر کریگا کہ چال مین اوسکو کوئی دوڑنے والا ہرگز نہ پاسکے گا اور
نہ اُس سے بھاگ سکیگا آدمیون مین جو ایماندار ہوگا اُسکی پیشانی پر عصاے موسوی سے ایک
نشان نورانی کردیگا کہ چہرہ اُس مومن کا روشن بارونق ہو جائیگا اور جسکے ایمان مین فساد
یا دل مین نفاق یا کفر ہوگا اُس خبیث کی گردنِ ناپاک پر مہر سلیمانی سیاہ چھاپ دیگا کہ اُس سے
وہ خبیث نہایت تیرہ و سیاہ ہو جائیگا بعد اُسکے دابۃ الارض غائب ہو جائیگا اور یہ
دابۃ الارض قبل طلوع آفتاب کے مغرب سے پہلے یمن مین نمودار ہوکر چھپ جائے گا
دوسرے بار ملک نجد مین نمودار ہوکر پوشیدہ ہوگا اسکا چرچہ زبان زد خلائق ہوگا بعد اُسکے
تیسری بار مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے بعد کوہ صفا سے ظاہر ہوگا پھر آفتاب بدستور
طلوع و غروب کرنے لگیگا پھر دابۃ الارض کے نکلنے سے تھوڑے زمانے کے بعد کہ گھوڑے کا
بچہ سواری کے قابل نہونے پائیگا نفخ صور ہوگا اور یکا یک کل اہل زمین کسی حالت مین ہونگے
ایک ہی آن مین آواز صور کی سنکر مر جائینگے بعد اُسکے اللہ تعالے زمین کے ساتون طبق
پھیلا کر باہم ملا کے پیوند کرائیگا اور دوزخ کو اوپر چڑھا کر بائین جانب جنت کے قائم کریگا اور
درمیان مین پل صراط کی دیوار فاصل کریگا پھر تمام اموات زمین کو نفخ صور کر کے حشر
کرے گا اس طور پر کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے زندہ ہونے کے سبب سے
دوسرا نفخہ صور کا ہو جائیگا اور اموات اہل زمین بھی اُسی نفخے سے اپنے مقامات پر زندہ

ہو جائینگے بعد اُسکے تیسرا نفخہ صور ہوگا کہ تمام اہل زمین اوٹھ کھڑے ہونگے پہلے سب سے حضرت
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلّم حلہ بہشتی پہنے ہوئے اُٹھینگے شیخین کے ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے
پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام اُٹھینگے بعد اُسکے انھین لباس پہنایا جائیگا سب برہنہ اُٹھینگے
اور ایسا انتشار ہوگا کہ اپنے انتشار کے سبب سے اپنی برہنگی کی تمیز نہوگی اور اللہ تعالے
خود تحقیقات اعمال خلائق کیواسطے مسند قضا پر مستعد ہوگا پہلے آفتاب زمین کے قریب اُترےگا
کہ زمین سے سوا نیزے کا فاصلہ رہیگا اُسکی طپش سے خلائق کا پسینا جاری ہوگا اور اپنے
اپنے عرق ندامت مین غرق ہونگے اپنے اعمال بد کے موافق بعضے ٹخنون تک اور بعضے
گھٹنون تک بعضے کمر تک بعضے سینے تک بعضے گردن تک بعضے ٹھڈی تک بعضے ہونٹون
تک بعضے ناک تک بعضے آنکھون تک بعضے بالکل غرق ہونگے اُسوقت سواے معبود حضرت
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کا استادہ ہوگا اُسکے دو پھریرے ہوینگے ایک جانب شرق
اور ایک جانب غرب پھیلے ہونگے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آفتاب کے پہلو پر اُس
لواء کے حائل ہونگے اور باقی خلفاے ثلاثہ اُمت شریف کو متفرق گروہونسے چھانٹ چھانٹ کر
اُس لواء کے نیچے لائینگے وہ لواء اُمت محمدی اور آفتاب کے درمیان مین حائل ہوگا
اُنکو آفتاب کی تپش بتصدق حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے نہ پہونچیگی فالحمد للہ بعد اُسکے
حساب وکتاب اعمال کا جاری ہوگا کفار کو سینہ چاک کرکے بایان ہاتھ اُنکی پشت کی
طرف سے نکالکر اُنکے نامۂ اعمال اُنکو دیے جائینگے اُسوقت وہ اپنے اعمال دیکھکر اپنے
واسطے ہلاکت مانگین گے کچھ بکار آمد نہوگا اور مومنین کو بغیر سینہ چاک کیے ہوئے
داہنے ہاتھ مین نامۂ اعمال دیئے جائینگے اُسمین حسنات اور سیئات لکھے ہونگے
اور میزان یعنے ایک ترازو وزن اعمال کے واسطے کنارہ عرش مین لٹکائی جائیگی

اور مکتوبات اعمال کے تولے جائینگے جسکی کتابین اعمال سئیات کی بھاری ہونگے وہ دوزخی
ہ اور جسکی کتابین حسنات کی بھاری ہونگی وہ جنتی ہ اور پہلے اگلی امتّون کا حساب و کتاب
ہوگا اُسوقت انبیا علیہم السلام اور ملائکہ خائف اور نفسی نفسی کرتے ہونگے اُس زمانہ مین
ایک گروہ اُمّت محمدی کا کرسیون پر بیٹھا ہوا تبسّم کرتا ہوگا ملائکہ متحیّر ہوکر جناب حق جل وعلا سے
پوچھین کہ یہ کون لوگ ہین اگر زمرۂ انبیا سے ہوتے تو رسل اولوالعزم اسوقت منتشر الحال ہین
اُنکو تبسم کہان سے آتا اگر زمرہ ملائکہ مین ہوتے تو ہم ملائکہ مقربین مضطرب ہین یہ مطمئن کیونکر ہوتے
ارشاد ہوگا کہ یہ عشّاق ہمارے حبیب کے ہین اونکو جنّت اور دوزخ سے سروکار نہین
فقط مشتاق دیدار محبوب ہین اور وہ اسوقت حاصل ہ اسلئے مطمئن تبسّم کرتے ہین اس
امر سے اُنکو انبیا علیہم السلام پر تفضیل نہین ہوسکتی ہ اسواسطے کہ تنگی حوصلہ کے سبب سے عشق کے
ذوق مین لذت دیدار حبیب سے ہیبت اور لطف الوہیت سے بیخبر ہوکر مطمئن ہوجائینگے اور اپنی
لذّت اور الم سے تو غرض ہی نہین رکھتے ہین اور انبیا علیہم السّلام کمال وسعت حوصلہ
کے سبب سے باوجود لذّت دیدار محبوب کے ہیبت اور لطف او جمیع صفات کا لحاظ
رکھینگے چونکہ غلبۂ ظہور صفات جلالیہ کا حیثیت قہر اور مواخذہ سے نمودار ہوگا بلحاظ ہیبت
کے منتشر ہونگے پھر اگلے انبیا کے زمانہ کے کفّار سے سوال ہوگا کہ ہمارے انبیا نے
تمکو احکام پہونچائے تمنے قبول نہ کیا وہ انکار کرینگے اور کہینگے کہ انبیا نے ہمکو ہرگز احکام
نہین پہونچائے اُنکے الزام کے واسطے حق جلشانہ انبیا سے پوچھیگا وہ کہین گے کہ ہمنے
انکو احکام پہونچائے اُنھون نے نہ مانا اُسکے عوض ہین ہمکو ایذائین دین یا کفار اُسپر
اپنے انکار کو سخت کرینگے اور انبیا سے طلب شہادت کرینگے وہ انبیا اُمّت محمدی
کو اپنا شاہد قرار دینگے اور یہ امت اُنکی صداقت کی گواہی دیگی وہ کفّار اس

امت سے کہینگے کہ تم اسوقت مین پیدا نہین ہوئے تھے کیسی گواہی دیتے ہو یہ اُمت اُنکے
جواب مین کہیگی کہ ہم پر جو کتاب قرآن شریف نازل تھی اُسمین تصدیق اِس دعوی انبیا کی مرقوم
ہی ہمکو وہ سند دید سے زائد ہی اور اُسکے گواہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام ہین اور حضرت صلے اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم اپنی امت کی صداقت کی گواہی دینگے بعد اُسکے اگلے انبیا کی امتون
کے بعض لوگ جب شان تحقیقات حضرت حق دیکھینگے باہم صلاح کرینگے کہ اسوقت بغیر کسی
سفارشی کے چھٹکارے کی صورت نہین ہی حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلا چاہیے
کسواسطے کہ وہ اول انبیا از راہ بعثت دنیا کے ہین اور کل بشر کے باپ ہین شاید اُنکی
سفارش مسموع ہو جاے اور ہمارے کام آئے جب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوکر
طالب سفارش ہونگے حضرت آدم علیہ السلام فرمائینگے کہ مین نے جنّت مین بسبب خطاے
اجتہادی کے لغزش مین پڑکر دانۂ درخت ممنوع کھائے تھے اگر آج اللہ تعالے پرسش اُسکی
کریگا مین کیا جواب دونگا مجھکو اپنے نفس کے چھٹکارے کی فکر ہی تمھاری سفارش کون کرے
تم نوح علیہ السلام پاس جاؤ کہ اللہ تعالےٰ نے اونکے پاس خاطر ایک دعا سے ہزار ہا
خلقت اہل زمین کو دریاے طوفان مین غرق کیا کیا عجب ہی کہ آج اُنکی سفارش سے تمھاری
صورت نجات ہو جاے وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر استدعاے
سفارش کرینگے حضرت نوح علیہ السلام فرمائینگے کہ مین نے بغیر اذن الٰہی کے اپنے بیٹے
کنعان کے واسطے دعاے نجات کی تھی اور وہ میرے اہل سے نہ تھا اگر آج اللہ تعالے
جلشانہ مجھسے سوال کریگا تو کیا جواب دونگا مین اپنی ہی نجات کی فکر مین ہون تم حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ خلیل اللہ ہین شاید کہ اُنکی سفارش بکار آمد
ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہینگے کہ مین نے تین کلام شبیہ کذب کہے تھے اگر

آج اللہ تعالے جلشانہ پوچھیگا تومین کیا جواب دونگا مجھکو اپنی ہی فکر ہی تم حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے پاس جاؤ کہ اونسے اللہ تعالے نے کلام بلا واسطہ کیا ہی شاید آج اُنکی سفارش مان لے
حضرت موسے علیہ السلام کہینگے کہ مین نے قبطی کو طمانچہ مارا تھا وہ مرگیا اگر آج اُسکا سوال
ہو تو کیا جواب دونگا مجھکو اپنی ہی فکر ہی تم حضرت عیسے علیہ السّلام کے پاس جاؤ کہ اونکو
اللہ تعالے نے روح اللہ کا خطاب عطا فرمایا ہی شاید آج اُنکی سفارش مقبول ہو حضرت عیسے
علیہ السّلام کہینگے کہ میری اُمّت نے مجھکو شریک شان الوہیّت کیا ہی اگر آج اُسکی مجھسے پرسش ہو
تو مین کیا جواب دونگا اپنی ہی مجھکو فکر ہی تم حضرت محمد الرّسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہو کہ وہ سردار انبیا اور محبوب حق ہین اُنکی سفارش بیشک منظور ہوگی اور
یہ ایک دوسرے پر انبیاء سابقین کا حوالہ کرنا بنظر علوِ مرتبت اور عظمت شان حضرت محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی ہی کہ حضرت آدم سے حضرت موسے علیہ السّلام تک
دوسرے نبی کیطرف امم سابقہ کے گنہگارون کو بھیجتے رہے بایں لحاظ کہ ایسے جلیل الشان کو ان حقیر
گناہگارون کے مقدمات مین کیا تکلیف دین مگر حضرت عیسے علیہ السّلام نے جب اولو العزم
رسل سابقہ کا عذر معلوم کیا اور بعد اُنکے کوئی اور نبی سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نہین ہو
اور حضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم سے بڑھکر کوئی مقرب اور محبوب حق اور کامل النبوت پایا
ناچار اُن بیچارون کی کامیابی کی ضرورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی طرف اُنکو راہ
بتائی جب وہ لوگ حاضر خدمت شریف ہو کر عرض کرینگے آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم
بے تکلف اُٹھ کھڑے ہونگے اور تین سجدون مین اُن لوگون کی آمرزش جناب الٰہی سے کرالینگے بعد اُسکے
اُمّت مرحومہ حضرت محمدی کا حساب شرع ہوگا اوّل آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم
خلفائے راشدین کو حکم فرمائینگے کہ اپنے اپنے تابعین کو ڈھونڈھ کر اس لواے معقود کے نیچے

حاضر کرو اور وہ اپنے مریدین کو کہینگے کہ تم اپنے مریدین کو تلاش کر کے لاؤ اسیطرح تابقیامت جتنے
شیوخ ہوئے ہین اُسوقت اپنے اپنے مریدونکو اپنے اپنے ساتھ لیکر اپنے اپنے پیرونکے پاس حاضر
ہونگے یہانتک کہ خلفا اپنے اپنے مریدونکو اور اُنکے توابع کو اپنے ساتھ لیکر زیر لوائے معقود حاضر
ہونگے بعد اُسکے اللہ تعالے ستّر ہزار آدمیون کو اُمّت محمدی سے بیحساب بخشیگا اور اُن ایک ایک کے ساتھ
ستّر ستّر ہزار ہونگے پھر کچھ لوگون کو وصف ستاری سے حساب وکتاب کریگا اسطور پر کہ اُنکے گناہ
صغیرہ کے بڑے بڑے دفتر ہونگے وہ اُنکے حوالے کریگا اور گناہ کبیرہ کو مستور کریگا اُنمین سے
ہر ایک متحیر ہوگا کہ میرے گناہ کبیرہ بہت ہین اُسکے دفتر ہنوز ملے ہی نہین اس صغیرہ کے تو اتنے
دفتر ہین اُن کبائر کا کیا کچھ بوجھ ہوگا اور نیکی میری کوئی نہین ہے انجام کیا ہوگا ارشاد ہوگا کہ تم
نہ گھبراؤ ہم ایک پرچہ نیکی کا تمکو دیتے ہین وہ اپنے دلون مین کہینگے کہ اِن دفترون کے مقابل
ایک پرچہ کیا کام آویگا جناب الٰہی ایک پرچہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا اُنکو عنایت
کریگا اور میزان کے ایک پلّے مین وہ دفتر گناہ ہونگے رکھیگا اور دوسرے پلے مین پرچہ کلمہ طیب رکھیگا
اور کلمہ طیب کا پلّہ بھاری کر کے ملائکہ سے کہیگا کہ دیکھو میرے اس بندے کی نیکیان بہت ہین
اور گناہ کم ہین اسکو جنتیون مین شمار کرو پھر باقیون کا حساب ہوگا جنکے اعمال نیک بہت ہونگے
اُنکو جنتیون مین شمار کریگا اور جنکے اعمال بد زائد ہین اُنکو دوزخیون مین شمار کریگا پھر نیکون کی صف
ایک جانب مجتمع کیجاویگی اور بدکار امم سابقہ کے شفاعت کیئے ہوئے ایکطرف ہونگے اور گنہگار
اُمّت مرحومہ کے جو شمار دوزخیون مین ہوئے ہین ایک طرف ہونگے الحاصل شفاعت کبرے بالوجاہت
اور تمام اقسام شفاعت کے بیشک آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے واسطے حق اور ثابت
ہین اقسام شفاعت دس ہین **اوّل شفاعت بالاذن** وہ یہ ہے کہ مالک نے کسی گناہگار
کو گرفتار کیا اور اُس گنہگار کو رہا کرنا منظور ہوا اُس گنہگار کی اور دوسرے

گناہگارون کی تہدید بھی اُسی گناہگار سے منظور ہوئی تو کسی اپنے مقرب کو سفارش کے واسطے
اشارہ کیا اپنے اُس اشارہ کے بموجب اُس مقرب کی سفارش سے اُس گنہگار کو رہا کر دیا آمین
مقرب کی عظمت دوسرون کے ذہنون مین آجاتی ہی دوسری **شفاعت بالوجاہت**
وہ یہ ہی کہ کسی مقرب نے کسی گنہگار پر رحم کر کے مالک سے اُسکی رہائی کے واسطے درخواست
کی وہ مالک اُس مقرب کے لحاظ عظمت سے درخواست کو قبول کر کے اُس گنہگار کو رہا
کر دے اسمین یہ نہین کہ معاذاللہ اُس مالک کو اُس مقرب کا خوف ہوا ہو بلکہ یہ امر ہی کہ وہ مقرب
چونکہ معظم ہی اور اُسکو مالک نے عظمت دی ہی اُسکی سفارش نہ ماننے سے کسر عظمت کا وہم
پایا جاتا ہی کمال کرم سے مالک اُس اپنی عظمت دی ہوئی کی کسر عظمت کا وہم بھی گوارا نہین
کرتا ہی تیسری **شفاعت بالتقرب** وہ یہ ہی کہ کسی مملوک سے کچھ قصور خفیف لائق
سزا سرزد ہو لیکن وہ قاصر کسی مقرب بارگاہ سے تقرب اور نسبت رکھتا ہو تقرب خدمت
کا ہو یا تقرب محبت کا ہو یا تقرب انتساب کا مالک بپاس عظمت تقرب اُس مقرب
کے اس قاصر کے قصور سے درگذر کرے چوتھی **شفاعت بالقرابت** وہ یہ ہی کہ کوئی
گناہگار مقرب بارگاہ سے نسبت قرابت کی رکھتا ہو وہ مقرب مالک سے اپنی قرابت کو ذریعہ اُسکی
نجات کا پیش کر کے اُسکی مغفرت کیواسطے مالک سے سفارش کرے مالک نے اُس مقرب کو جو کمال
مرتبہ کی تعظیم اور تکریم عطا فرمائی ہی اُسکے لحاظ سے بپاس خاطر اُس مقرب کے اُس گناہگار کو
چھوڑ دے پانچوین **شفاعت بالمحبت** وہ یہ ہی کہ کوئی مملوک کسی مقرب بارگاہ
مالک پر اپنی جان و جسم و مال و متاع و عزت و آبرو فدا کرتا ہو اور اُس مملوک سے
کوئی گناہ مالک کا ہو گیا اُس مقرب نے اپنی نسبت محبت اُس مملوک کی مالک سے عرض
کی مالک اُس مقرب کی خوشنودی اور تشفی کے واسطے اُس مملوک گنہگار کو بخشدے

چھٹی **شفاعت بالتوسل** وہ یہ ہی کہ ایک گنہگار متوسلین مقرّب سے توسل رکھتا ہو وہ
متوسل اُس گنہگار کو اُس مقرب تک پہونچا وے مالک اُس مقرب کی سفارش سے اُس گنہگار کو
چھوڑ دے اور گناہ اُسکا معاف کر کے سرفراز کرے ساتوین **شفاعت بالکرامت**
وہ یہ ہی کہ مالک بپاس خاطر اپنے مقرب کے اُسکے متعلقین گنہگارون کو اُس مقرب کی عظمت
اور کرامت ظاہر کرنے کے واسطے بخشدے آٹھوین **شفاعت بالعنایت** وہ یہ ہی
کہ کسی مقرب کے متعلقین صالحین کی سفارش سے اُنکے ادنیٰ متوسل گنہگار کو بخشدے نوین **شفاعت
بالرحمت** وہ یہ ہی کہ مالک اپنے مقرب کے متعلق بیگناہ کی سفارش سے باوجود نہ ظاہر ہونے اطاعت
کے اُسکے متعلقین گنہگار کو بخشدے جیسے جو صغیر لڑکے اپنے مان باپ کے سامنے مرے ہین اُنکی
سفارش سے اُنکے مان باپ کو اللہ بخشدیگا دسوین **شفاعت بالاعزاز** وہ یہ ہے کہ کل
گنہگارون کو تھوڑی سزا اور گرفتاری عذاب کے بعد بخشکر سرفراز کرے اور کچھ نشان اُن
گنہگارون پر سزا پانے کا رکھے اور اظہار اور اعزاز مقرّب کے واسطے اُس مقرب کے ہاتھ سے
اُس نشان سزا کو مٹا دے اور شفاعت اور نیکون کی بھی حق اور ثابت ہی یعنے انحضرت صلی اللہ
علیہ و علے آلہ وسلّم کے علاوہ اور اچھے لوگ بھی بطفیل حضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم
درباب گناہ صغیرہ و کبیرہ گنہگارون کی شفاعت کرینگے اور اللہ تعالے قبول فرماویگا لیکن کافرون
کی مغفرت نہوگی اور اُنکی شفاعت بھی کوئی نہین کریگا یہ مسئلہ قطعی اہل سنّت وجماعت
کا ہی اسکے انکار آدمی کو دائرۂ اہل سنّت سے خارج کر دیتی ہی حق تعالے اُسکے انکار سے محفوظ
رکھے پھر اللہ تعالے حکم دیگا کہ اِنکو بھی زمین پر اپنے اپنے مقامات پر ٹھہراؤ اور
آفتاب اور ماہتاب کو طلب فرمائیگا وہ ترسان ولرزان بے نور خوف آلہی
سے حاضر درگاہ ہونگے اور عرض کرینگے کہ تو خوب جانتا ہی کہ ہمنے کوئی عصیان نہین کیا ہی

اور طلوع ہمارا جو نافرمانون پر ہوا ہی ہماری خوشی سے نہین ہوا ہی ہم مطیع حکم تھے گردش مین جو تحت
طلوع آگیا ہو اُسمین ہم مجبور ہین جناب الٰہی اپنے فضل و کرم سے اُنکی عرض کو قبول فرمائیگا اور
کہے گا کہ تم اپنے اس قول مین سچّے ہو جہان سے نکلے ہو وہین چلے جاؤ یہ متحیّر ہو کر پوچھینگے کہ
کہان ہم جائین ارشاد ہوگا کہ اپنے تعین سے فنا ہو کر عرش سے ملجاؤ ایک شعاع نور اٹھکر
غائب ہو جائیگی پھر اللہ تعالےٰ آسمانون کو پارہ پارہ کرکے روئی کے گالون کی طرح پراگندہ
کریگا اور فنا کردیگا بعد اُسکے جنتیون کو حکم جنّت مین داخل ہونے کا ہوگا وہ بترتیب حسب
مراتب دوزخ کے اوپر سے ہو کر پُل صراط طی کرکے جنّت مین داخل ہونگے اور پُل صراط
ایک دیوار باریک درمیانِ جنّت اور دوزخ کے ہوگی اُسکی دھار تلوار سے زیادہ
تیز جو دل مین منافق اور بظاہر مسلمان اُسپر گذرینگے کٹکر دوزخ مین گر پڑینگے اور مسلمان
صحیح و سلامت اُسپر سے گذر کر داخلِ جنّت ہونگے بعد اُسکے دوزخیون کے واسطے ملائکہ کو
حکم ہوگا کہ انکو دوزخ مین لیجاؤ کفار عرض کرینگے کہ ہم واقف نہ تھے پھر ہمکو اس جہان مین بھیج تاکہ حسبِ تعیت
مراد اکرین ارشاد ہوگا کہ وہان جاکر تم ویسا ہی کروگے اگر اطاعت پر اہتمام کلّی رکھتے ہو ہمین فرمانبرداری
کرو وہ عرض کرینگے اب بیشک ہم تابع فرمان ہین کچھ مطیعین کو ہمین ملاکر ارشاد ہوگا کہ دوزخ
مین چلے جاؤ یہ حکم اطاعت مطیعین اور تمرّد متمرّدین کے ظاہر کرنے کو ہوگا پھر مطیعین خوشی سے
بے تکلّف دوزخ کے جانب متوجہ ہونگے اُسی راہ سے اللہ انکو داخلِ بہشت کردیگا اور
یہ متمرّدین اُسوقت گھبرا کر جلنے کا عذر کرینگے ارشاد ہوگا کہ یہان بھی تمنے اپنی خواہش نفس کو
غالب کیا پھر انکو اور دوسری اُمّت کے بدکارون کو پیشانی کے بال پکڑکر ملائکہ اوندھے منھہ
گرا کر گھسیٹتے ہوئے دوزخ مین لیجائینگے اور چہرے اُنکے سیاہ اور آنکھین نیلی ہو جائینگی
اور دوزخ مین اوندھے مُنھ انکو ڈالدینگے بعد اُسکے اِس اُمّت کے گنہگارونکو

آگے رکھکر دوزخ کے جانب ہانکتے ہوئے لیجائینگے اور چہرے اُنکے سیاہ اور آنکھین نیلی ہونگی
حالت اصلی پر ہونگے اور ایک مقام پر دوزخیون مین بٹھلا دیئے جائینگے عذاب دوزخ سے
تکلیف پائینگے دوزخ کا حال یہ ہے کہ اُسکے سات طبقے ہین اُن ساتون مین ایک طبقہ جسمین
سب سے کم عذاب ہے اُسمین اس امت کے گنہگار جائینگے اُنمین ستر ہزار دریا سے
آتشین موج مارتے ہین اور ہر دریا مین ستّر ستّر ہزار سانپ اور ستّر ستّر ہزار بچھو مین ہر ایک
سانپ کے ستّر ستّر ہزار سر ہین اور ہر سر مین ستّر ستّر ہزار پھن ہین اور ہر پھن مین ستّر ستّر ہزار
زبانین ہین اور ہر زبان مین ستّر ستّر ہزار تھیلیان زہر کی ہین کہ اگر ایک قطرہ اُس زہر
سے زمین پر گرے تو تمام پہاڑ اور زمین پانی ہو کر بہ جائین اور ہر بچھو کے ستّر ستّر ہزار
دُم اور ہر دُم مین تین تین گرہ اور ہر گرہ مین ستّر ستّر ہزار تھیلیان زہر کی ہین کہ اگر
ایک قطرہ اُسکا زمین پر آئے تو تمام زمین اور پہاڑ راکھ ہو کر اڑ جائین جب تھوڑا زمانہ
اس اُمّت کے گنہگارون کو اسمین گذریگا اللہ تعالے حضرت جبرئیل علیہ السلام
کو حکم فرمائیگا کہ جاکر دوزخ کی سیر کرو اور میرے حبیب کی اُمت کے لوگ جو اُسمین
ہین جو پیام حبیب کی خدمت مین عرض کرین حبیب کو پہونچا دو حضرت جبرئیل
علیہ السّلام دوزخ مین آکر جب اُس طبقے کی سیر کرینگے اِس اُمّت مرحومہ کا حال
دیکھکر پوچھینگے کہ تم کون لوگ ہو کسکی امت مین ہو یہ شدّت عذاب کے سبب سے
اپنے پیغمبر کا نام بھولے ہونگے اتنا کہینگے کہ ہمارے پیغمبر پر پانچ وقت کی نماز اور ماہ رمضان
کے روزے فرض تھے اور قرآن شریف نازل ہوا تھا اور ہر سال مین ایک
رات لیلتہ القدر ملی تھی کہ وہ ہزار مہینے سے افضل تھی اُسوقت جبرئیل علیہ السّلام
کہینگے کہ یہ تو احوال حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی امّت کا ہے

حضرت کا نام سُنتے ہی وا محمد او احمد ا پکارینگے حضرت کا نام زبان پر آنے سے دوزخ کی
آگ سرد ہو جائیگی لاکن باوجود سرد ہو جانے دوزخ کے صدمۂ عذاب سے مضطر ہو کر حضرت
جبرئیل علیہ السلام سے کہین گے کہ ہمارا حالِ زار ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
حضور مین عرض کرو حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت شریف مین حاضر ہونگے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اُسوقت مقام قرب مین عمامۂ شریف باندھے ہوئے کرسی پر بیٹھے لذائذ
محبت مین مصروف ہونگے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت شریف مین اُمّت کا
پیغام اور حالِ زار آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم سے عرض کرینگے آنحضرت صلے اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم سُنتے ہی عمامہ شریف اُتار کر رکھ دینگے اور زیر عرش کھڑے ہو کر
احوال امت کا درگاہ حق تعالے مین عرض کرینگے اور تین سجدے انابت بہر طلب مقصود
کے بجالائینگے یہی مقام شفاعت بالوجاہت کا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم
کا سجدہ کرنا از قسم ادائے مراتب عبودیت ہی طلب اذن شفاعت کے واسطے نہین
اِسواسطے کہ اذن شفاعت کا اور امر استغفار امت کا قرآن شریف سے پہلے ہی
ثابت ہو چکا ہی اور وعدہ مغفرت کا یقینی ہو چکا ہی پھر حق تعالے جلّ شانہ ارشاد فرماویگا
کہ تم خود بالائے جہنّم تشریف لیجا کر اپنی اُمّت کے لوگون کو نکال لاو اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ و علے آلہ وسلم تشریف لیجا کر اُن لوگون کو نکال لائینگے اور جنت مین داخل کرکے
حوض کوثر سے نہلا کر آب کوثر سے سیراب کرکے جنّت مین اونکو سکونت دینگے
اور کچھ لوگ بقیّہ اُمت کے کہ جسم اُنکے جہنّم مین جلکر راکھ ہو گئے ہونگے اور صدے
یا حنان یا منان کے سوا اور کچھ نشان اجسام اُن سوختگان امت کا باقی نہو گا جناب
حق جل شانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرمائیگا کہ کچھ لوگ ہمارے

حبیب کی امت کے ہنوز جہنم مین باقی ہین اور ہمارا وعدہ حبیب سے ہوچکا ہی کہ اتنے لوگ
بخشینگے کہ تم راضی ہوجاؤ گے اور حبیب کا عہد اُسپر قرار پایا ہی کہ اگر ایک بھی اُمّت کا جہنّم مین
باقی رہیگا تو مین ہرگز راضی نہونگا اگر حبیب کو التفات اُن بقایاے اُمّت کیطرف آجائیگا
تو دل حبیب کو ملال حاصل ہوگا اور یہان ملالِ دل حبیب زنہار منظور نہین تم جاؤ
اور مالک سے کہ دارونغۂ جہنم ہی کہو کہ اُن لوگون کو دوزخ سے نکال دے مالک اُس
طبقے کو تمام تلاش کریگا اُمّت محمدی کو نہ پائے گا جبرئیل علیہ السّلام سے آکر جواب
دیگا کہ سواے خاکستر کے مقام امت محمدی مین کچھ نہین پاتا ہون پھر دوبارہ اُسکو
تلاش کا حکم ہوگا پھر تلاش کے بعد وہی جواب عرض کریگا پھر سہ بارہ تاکیدًا حکم
تلاش ہوگا اور وہ حسب امکان تلاش کر کے وہی جواب اپنے عجز کا عرض کرے گا
پھر حق تعالےٰ ہی دست قدرت سے اُس بقیہ اُمّت محمدی کو جہنّم سے نکالکر حوض تسنیم مین
غوطہ دیگا اُنکے اجسام کامل ہوجائینگے اُنمین سے ہر ایک کی پیشانی پر مکتوب ہوجائیگا
ھذا عتیق اللہ اور وہ داخل جنّت ہونگے سابقین اہلِ جنّت مکتوب پیشانی
کے سبب سے اُنکو کہین گے کہ یہ جہنّمی ہین اللہ نے اپنے فضل سے اُنکو جہنم سے
نکال کر جنّت مین داخل کیا ہی اُنکو نجات کے بعد لقب جہنّمی کا نہایت شاق ہوگا
حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت شریف مین حاضر ہوکر عرض کرینگے
کہ یا حضرت نجات کے بعد بھی نام جہنمیت کا زائل نہوا اور یہ بدنامی ہم کو دوزخ کا
عذاب دیتی ہی اور لذائذ جنّت سے کچھ خوشی نہین ہوتی حضرت صلے اللہ علیہ
وعلےٰ آلہٖ وسلّم اُنکو ساتھ لیکر حوض کوثر پر تشریف لیجائینگے اور اپنے دست
پاک سے اُنکی پیشانی آب کوثر سے دھوئینگے وہ نشان جاتا رہے گا پھر سب اہل جنّت

برابر ہوجائینگے اور اپنے حسب مراتب مقامات جنّت مین پائینگے اپنے اپنے مقامات مین
مسرور رہینگے اور دیدار الٰہی سے بچشم جسم فائز ہونگے حسب مراتب تکرار دیدار ہوگی بعضون کو
اُنکی عمر دنیاوی کی قدر مدت کے بعد دیدار ہوا کریگا بعضون کو دنیوی سال بھر کے بعد بعضون کو
مہینا بھر کی مقدار کے بعد بعضون کو ہفتہ بھر کے بعد بعضون کو شبانہ روز کے قدر فاصلہ
کے بعد بعضون کو اوقات نماز پنجگانہ کے قدر دیر کے بعد اور عشاق کو برابر دولت دیدار
ہوتی رہیگی بعد اُسکے جنت اور اہلِ جنّت اور دوزخ اور اہل دوزخ کو فنا نہوگی ہمیشہ
اپنے کوائف پر باقی رہین گے یہ درجات اہل جنّت فضل الٰہی سے حسب اعمال اور درکات
اہل دوزخ کے عدل آلٰہی سے حسب شامات گناہ بندون کو حاصل ہونگے پس ہرچند
کہ بیشک وشبہہ اللہ تعالےٰ الخالق جمیع اشیا کا اور اُنکے افعال اور حالات کا ہے
اور کوئی ذرہ بغیر اُسکی مشیّت وارادہ کے ہل نہین سکتا ہی اور ہر چیز اور ہر فعل جس سے
جو صدور پاتا ہی اور جسپر جو وقوع مین آتا ہی اُتنا ہی ہوتا ہی کہ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے علم
مین اُسکی استعداد سابق کے موافق اُسکے واسطے مقرر کیا ہی لیکن بندون کو ایک
اختیار اللہ تعالےٰ نے اصدار فعل کا دیا ہے گو اُس بندے کو اپنے اختیار مین
کچھ اختیار نہین یعنے درحقیقت بندہ اپنے اصدار فعل مین مجبور ہی اور مختار محض نہین
ہے لاکن نسبت صدور کے اُسکی طرف ہوتی ہے اور اُن فعلون کے صدور
اور وقوع سے سرور نفس اور فرح طبع اور تحسین خلق اور مذمت اور الزام خلق
حاصل ہوتا ہی اتنی ہی مقدار جزا اور سزا اُسکے واسطے کافی ہے ناچار بندہ کو برائی کی
نسبت اپنی طرف کرنا چاہیے اور جو نیکی اُس سے صادر ہوجاے محض اللہ کے کرم
سے جاننا چاہیے اور یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اللہ اچھے کامون سے جو موافق حکم شرع

اور رضاے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم ہوتے ہین راضی ہے اور
برے کامون سے راضی نہین اور اللہ نے جس چیز کا حکم بندون کو فرمایا بیشک
بندون کی وسعت قدرت مین ہے ہر چند کہ خالق اُنکی قدرت کا اللہ ہی ہے اور
جو شخص کسی علت ظاہری سے یا قتل قاتل سے مرتا ہو وہ اپنے اجل کے موافق اللہ تعالے
کی بھیجی ہوئی موت سے مرتا ہو موت کسی کی کسی مخلوق کے اختیار مین نہین فقط اجراے
اسباب کا قاتل سے واقع ہوتا ہے اُسی پر گناہ ہوتا ہو اگر اجل مقتول کی نہ پہونچی ہو ہرگز
قتل قاتل سے نہین مر سکتا اور ہر شخص جتنا رزق اُسکا جناب الٰہی سے مقدّر ہے
بیشک سب پورا پائے ہوئے ہرگز اس جہان سے جا نہین سکتا کوئی کسی کا رزق
نہ کم کرسکتا ہو اور نہ بڑھا سکتا ہو مگر انبیا اور اولیا کی بزرگی اور عظمت ظاہر کرنیکو
اُنکی توجہ اور دعاے خیر سے حق تعالے رزق بڑھا دیتا ہو اور اُنکی بددعا سے گھٹا دیتا
ہے اور بغیر اسکے بھی حق تعالے رزق گھٹاتا بڑھاتا ہو اور گمراہ کو گمراہ کرتا اور راہ یاب
کو ہدایت کرنا اُسی کی شان ہو یعنے گمراہ کو گمراہ کر دینا اور ہدایت یافتہ کو راہ پر
لگا دینا اللہ کا اختیار ہے اور اولیا کے تصرف اور انبیا کی توجہ سے اللہ تعالے
اپنے فضل سے گمراہ کو بسبب کمال عنایت اور پاسداری انبیا اور اولیا کی راہ پر
لگا دیتا ہو اور توفیق حصول ایمان اور اعمال حسنہ کی عنایت فرماتا ہو اور بے ادبی
خدمت انبیا اور صالحین کے کرنے سے اور اُنکی ناخوشی سے اللہ تعالے گمراہ کر دیتا ہو
اور سعادت اور شقاوت مین خاتمہ کا اعتبار ہے جسکا آخر وقت سعادت مین صرف ہو
اور اُسی پر خاتمہ ہو وہ سعید ہو اگرچہ قبل اسکے کیسا ہی فاسق اور فاجر ہو اور جسکا
آخر وقت اور خاتمہ بدی اور خباثت پر ہو وہ شقی ہو یہ سب فضل اور عدل اللہ کا ہو

اپنے کمال فضل سے کفر کی ہوا کل گناہون کو امید ہی کہ بخشدیگا اور کفر کو ہرگز نہ بخشیگا کافر بعد ایمان لانے
کے کفر اور کل برائیون سے جو قبل ایمان کے وقوع مین آئے ہین پاک ہو جاتا ہی اور گناہ کبیرہ صغیرہ
جو ہو جبتک کہ اُس گناہ کو گناہ سمجھتا ہی یا اُسکے گناہ ہونیکا علم نہین رکھتا ہی وہ گناہگار کافر نہین ہی سکتا
ہی اور ایمان سے نہین نکلتا ہی لیکن حلال جاننا گناہ کبیرہ کا بعد علم کے کفر ہی اور ایمان اور اسلام دونون
کی ایک ہی حقیقت ہی فقط بات اسقدر ہی کہ لفظ ایمان کی ازراہ لغت کے فقط تصدیق پر مشعر ہوتی ہی
اور لفظ اسلام کی ازراہ لغت کے اعمال کی آگاہی بھی دیتی ہی پس جو مومن ہی وہ مسلم ہی اور جو
مسلم ہی وہ مومن ہی اور مسلمانون کو امام حق یعنے بادشاہ اسلام کا قائم کرنا لازم ہی اور اتباع
بادشاہ اسلام کی واجب ہی بشرطیکہ وہ بادشاہ خلاف شرع حکم نہ کرے صحت امامت کے
کیواسطے قریشی متقی ہونا شرط ہی اور ثبوت امامت کا تین چیزونسے پایا جاتا ہی یا امام خود اپنے
روبرو دوسرے کو امام مسلط کردے یا بزور شمشیر ملک حاصل کرے یا علماے باعمل اوس سے
بیعت امامت کی کرین اور اُسکی امامت کو قبول کرین اگر بادشاہ نے بھی بادشاہ نکیا ہو اور
بزور شمشیر بھی اُسنے ملک نہ پایا ہو اور علماے باعمل سے بھی بعض نے اُسکی امامت کو قبول
کیا ہو اور بعض علماء باعمل نے اُسکی امامت سے اُسی زمانے مین انکار کیا ہو تو اُسکی امامت
صحیح نہو گی لیکن جب اتفاق کل علما کا پایا جائے یا بعض کا اتفاق ہو اور بعض نے سکوت کیا ہو
تو امامت اُسکی صحیح ہو جاتی ہی اور بعد صحت امامت کے بدون وجہ شرعی کے اُسکی اتباع سے
انحراف کرنے مین بغاوت لازم آتی ہی اور بھی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ نماز مین متقی اور گنہگار کی
اقتدا صحیح ہی نماز درست ہو جاتی ہی لیکن جو شخص علانیہ گناہ کرے اُسکی اقتدا متقی کو مکروہ ہی اور
نماز اُسکی بھی اقتدا مین صحیح ہو جایگی اور ہر مسلمان متقی اور گنہگار کے جنازے پر نماز پڑھنا درست
ہی اور فرض کفایہ ہی اور بھی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ جبتک اپنے ہوش مین ہی کسی مرتبہ پر پہونچا ہو

ہرگز اُس سے احکام شرع ساقط نہین ہوتے پس ناچار اگر کوئی مسلمان صحیح اعتقاد اہل سنّت پر قائم تاثیرات فیضان ولایت کے نہ رکھتا ہو اور ظاہر مین کوئی فعل اُس سے خلاف شرع اتفاقاً پایا جائے تو اپنے فہم کی خطا جاننا چاہیے اور اُسکو اُس فعل نامشروع سے بری سمجھنا چاہیے کیونکہ ولی دیانت دار ہوتا ہی خلاف شرع ہرگز نہین ہوتا ہی پس فعل اُسکا کسی حکمت پر محمول کیا جائیگا اور فعل نامشروع اگرچہ بظاہر کسی ولی سے بھی پایا جاوے ہرگز درست نہین ہی اسواسطے یہ انبیا ہی کی شان ہی کہ اُنکے کرنے سے ہر فعل مشروع ہو جاتا ہی اور کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو ہرگز نہین پہونچ سکتا ہی اور نصوص آیات قرآن کو بغیر تعارض قواعد شرع کے تاویل کرنا اور معنی اپنی طرف سے پہنانا ہرگز درست نہین ہی جیساکہ اللہ کی الوہیت اور واجب الوجود ہونا اور بے انتہائے اور ہر علامت حدوث اور جسمیت سے پاک ہونا اور مراتب انبیا کا نقصان سے بری ہونا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلّم کے فضل کا فہم اور بیان بشری کے احاطہ سے خالی ہونا قواعد شرع سے یقینی ہی اور نصوص قاطعۂ قرآن کے دوسرون کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو برابر کرنے اور برابر سمجھنے سے مانع ہی اُن نصوص کو مجملات اور متشابہات قرآنی سے دھوکھے مین آکر پلٹنا اور تاویل کرنا زمرۂ اہل سنّت وجماعت سے نکالدیتا ہی اللہ محفوظ رکھے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ نصوص قرآن کو یعنے اُن آیات کو کہ جنکے معنی قواعد عربیہ سے حسب محاورہ وقت نزول قرآن کے نفس عبارت سے عربی کے ماہر کو سمجھ لینا بے تکلف سہل ہو تاویل کرنا اور معنے اپنی طرف سے پہنانا کفر ہی اور آیات متشابہات یعنے جن آیتون کا اسطور مذکور پر بے تکلف سمجھنا مشکل ہو اپنی فہم کی تاویل سے حکم جاری کرنا بعضے مواضع مین کفر اور بعضے مواضع مین بدعت شنیعہ اور فتنہ پردازی ہی جیسے اُن آیتون سے کہ جنسے تلوث جسمیت کا حضرت الوہیت

کے نسبت پایا جاے وہ از قسم متشابہات ہین کہ تفسیر بحر مواج سے صراحتہً اور دوسری تفسیرون سے کنایۃً سمجھا جاتا ہی یا بعض آیتون سے کہ کسی نہج پر نقص شان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی بو پائی جاے اُسکے معنی اپنے فہم قاصر سے سمجھکر نقص پر حکم لگانا کفر ہی اسواسطے وہ آیات بھی قبیل متشابہات سے ہین جیساکہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت مین یہ عبارت لکھی ہی وصل در ازالہ شبہات از معنی بعضے آیات مبہمات موہمات قرآنی کہ در بادیے النظر رفیع و نادانی مشعر نقص و انحطاط درجہ آن حبیب ربانی اند صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم و درحقیقت از قبیل متشابہات اند وعلما آنرا معانی لائقہ و تاویلات رائقہ کردہ راجع واہل حق ساختہ اند پس معلوم ہوا کہ جن آیات سے کچھ بوے نقص تنزیہ حق یا کمی شان انحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی پائی جاے اُن آیتون کے دھوکے مین اگر ایسی آیتون کو کہ جس سے عظمت شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی باکمال تنزیہ حضرت حق کی صریحاً مفہوم ہوتی ہی تاویل کرنا اور آیات نقص عظمت آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم یا آیات نقص تنزیہ حضرت حق کے ظاہر معنی لفظی لیکر سند پکڑنا صریح منکر آیات قرآن کا ہونا ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِہٖ ارشاد فرمایا ہی معنی اس آیت شریف کے یہ ہین کہ جو لوگ ایسے ہین کہ اُنکے دلون مین فریب اور خرابی ہی پیروی کرتے ہین اُن آیتون کی جو متشابہ ہین واسطے حاصل کرنے اور ڈھونڈھنے فتنہ کے اور واسطے ڈھونڈھنے تاویل کے اُس سے معلوم ہوا کہ آیات متشابہات کے ظاہر معنی لیکر دوسرے نصوص قرآنی کو تاویل کرنا اُس شخص کا کام ہی کہ جسکے دل کو اللہ خراب کہتا ہی اور ایمان والے کے قلب کی اللہ تعالے نے قرآن مین تعریف کی ہی پس جسکے قلب کو اللہ نے خراب کہا وہ ایمان والون سے باہر ہی اور آیات متشابہات کیواسطے اللہ تعالی نے

نے تاویل ہی کو ثابت کیا ہی معنی کو اعتبار نہین کیا ہی اسواسطے کہ اس آیہ شریف مذکور کے بعد ہی
فرمایا ہی وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ یعنے حال یہ ہی کہ نہین جانتا ہی کہ تاویل اُس متشابہات کی
کوئی سوائے اللہ تعالے کے اور بعضے قاریون کے قرائتون سے جنھون نے وَالرَّاسِخُوْنَ
فِی الْعِلْمِ کو معطوف اللہ پر کیا ہی اور وقف اِلَّا اللّٰهُ پر نہین کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑے علم والے
تاویل ظنی متشابہات کی اپنے حسب فہم کے کچھ سمجھتے ہین پس ناچار متشابہات کو تاویل کرنا
مطابق نصوص قرآنی کے جو کمال تنزیہ حق اور عظمت شان نبوی پر دلالت کرتی ہین ضرور ہی تاکہ
عوام الناس اس متشابہات کے ظاہری معنونکے دھوکے سے جو ترجمون مین پائے جاتے
ہین کفر مین نہ پڑ جائین اور تحقیق اُسکی بدلائل انشاء اللہ تعالے اُسکے مقام پر کیجائیگی چونکہ
اس زمانہ مین ہر شخص کو محاورہ قدیم جاننا اور تقسیم اقسام وجوہ قرآن کا جاننا مشکل ہی اور
بہت بڑا علم ان امور کے جاننے کیواسطے ضرور ہی پس ڈرنا چاہیئے اور عقائد موافق عقائد
علماء سابق کے رکھنا چاہیے جو اس کتاب مین مذکور ہین اور انھین عقائد کو ثابت اور حق
سمجھنا چاہیے اپنے تھوڑے علم کے ذریعہ سے خود قرآن اور حدیث سے عقائد اور احکام نکالنے
پر مستعد نہونا چاہیے بلکہ تقلید ایک امام کی مخصوص ان چارون اماموں سے واجب ہی اور اپنی رائے
سے احکام اور مسائل اور عقائد بدون اتباع طریقہ قدیم اہل سنّت وجماعت کے لگا لینا حرام ہی
بلکہ دین مین فساد ڈالنا ہی اور حلال جاننا گناہونکا کفر ہی اور ایسے حرام کے حلال ہو جانے کی
تمنا کرنا کفر ہی جو سب نبیون کے زمانے مین حرام رہا اور اُسکا حرام ہونا دلیل قطعی شرعی سے
ثابت ہی اور شریعت کی حقارت کرنے سے اور شریعت مین مسخراپن کرنے سے کافر ہو جاتا ہی
اور اللہ تعالے کی رحمت سے ناامید ہونا یا اُسکے غضب سے بے ڈر ہونا کفر ہی اُسکی رحمت کی امید
اور اُسکے غضب کا خوف رکھنا فرض ہی لیکن چونکہ اللہ تعالے خود اپنی رحمت کو سب

چیزون پر غالب فرماتا ہی اسطور پر سمجھنا چاہیے کہ اگر اللہ ایک گنہگار کو بھی بخشیگا تو غالب ہی کہ
وہ مغفور مین ہی ہون اور اگر ایک گنہگار کو بھی عذاب کرے تو ایسا نہو کہ وہ معذب مین ہی ہون
امید غالب رکھنا چاہیے اور بے ڈر نہونا چاہیے اور منجمون اور کاہنون کی خبر آیندہ کی تصدیق کرنا
کفر ہی اور بھی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ کوئی بندہ عبادات بدنیہ کے فروض دوسرے کیطرف سے ہرگز نہین
ادا کر سکتا ہی جیسے نماز روزہ اور عبادات مالیہ کے فروض مثل زکوۃ اور صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ البتہ
دوسرے کیطرف سے ادا کر سکتا ہی اُسکی اجازت سے اور عبادت مشترک بدنی و مالی کے بغیر اسکے
کہ آدمی اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہو اُسکی طرف سے ادا نہین کر سکتا اور عاجز ہونے کے بعد البتہ
ادا کر سکتا ہی جیسے حج کہ جسپر فرض ہو چکا ہو جبتک کہ وہ شخص خود ادا کرنے حج سے عاجز نہو دوسرے کو
اپنی طرف سے بھیجکر اپنا حج ادا نہین کرا سکتا ہی اور اگر حج فرض ہو جانے کے بعد ادا سے عاجز ہو گیا تو
دوسرے کو بھیجکر اپنی طرف سے حج فرض ادا کرا سکتا ہی لیکن نماز ہو یا روزہ یا حج ہو یا زکوۃ یا
خیرات ہو یا وظائف اور اذکار بدنی عبادت ہو خواہ مالی خواہ مشترک اگر خود کی ہی تو جسنے کی
ہی تو بیشک وہ ان سب کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخشدیکتا ہی اور اُسکے بخشنے سے بیشک
اُس مسلمان کو پہونچتا ہی ہان کافرون کو ثواب بخشنا اور اُنکی مغفرت مانگنا ہرگز درست نہین ہی
اور کافرونکو بخشنے سے البتہ نہ پہونچیگا اور یہ کافرون کو ثواب بخشنے والا بیشک گنہگار ہوگا اور
سمجھنا چاہیے کہ عبادت کا ثواب بخشنے سے اس عبادت کرنے والے کے ہاتھ سے نہین جاتا ہی
بلکہ عبادت کرنیکا ثواب اور سخاوت کا ثواب ہوتا ہی اور جسکو بخشتا ہی اُسکو پورا ثواب اس عبادت
کا ملتا ہی اور اگر اس بخشنے والے نے عبادت کی اور کچھ نقصان اس عبادت مین ایسا ہوا
کہ اُس سے وہ عبادت مقبول نہوئی اور اُسکو اوس عبادت کا نقصان معلوم نہوا اُسی عبادت
کا ثواب اسنے دوسرے مسلمان کو بخشا تو اللہ تعالے اپنے کرم سے اس بخشنے والے کو ثواب

سخاوت کا دیگا اور جسکو بخشتا ہی اُسکو پورا ثواب عبادت کا دیگا اور اعتقاد رکھنا چاہیے کہ بیشک
اللہ تعالے دعا قبول کرتا ہی اور حاجت برلاتا ہی دعا قبول ہونے کی تین صورتین ہین یا
جلدی وہ مطلب ظہور مین آتا ہی یا اگر ظاہر ہونا اُس مطلب کا اس دعا کرنیوالے کے حق مین
جلدی مصلحت نہین ہی تو وہ مطلب دیر مین برآتا ہی اور اگر اس جہان مین اس بندے کے
حق مین اُس دعا کے اثر کا کسیطرح مصلحت نہین ہی تو دعا کرنے اور مطلب نپانیکا ثواب
اس دعا کرنے والیکو آخرت مین ملیگا اور بھی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مجتہد وہ شخص ہی جو قواعد
اصول اور صرف اور نحو اور بلاغت اور زمانہ نزول کے محاورات جاننے کے ساتھ قرآن
کا عالم ہو اور ناسخ اور منسوخ خوب جانتا ہو اور حدیثین اپنی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے
آلہ وسلم تک راوی براوی من عن کرکے پہونچا سکتا ہو اور راوی کا اپنے سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم تک جتنے واسطے ہون احوال پیدائش کے زمانہ سے وفات کے زمانہ
تک کے تقوے اور علم کا خوب جانتا ہو اور احوال تواریخ اہل اسلام کا تحقیق سے جانتا ہو
اور قیاس شرعی خوب سمجھتا ہو اور خود ابتداے زمانہ مکلفیت سے متقی اور پرہیزگار ہو مجتہد
مسئلہ اصول اربعہ یعنے قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس شرعی سے نکالنے مین
کبھو خطا کرتا ہی اور کبھو صواب کو پہونچتا ہی لیکن مجتہد اجتہاد کرنے مین اگر خطا کرے تو اجتہاد
کا ایک اجر پاویگا اور اگر ثواب کو پہونچا تو دو اجر پاویگا ایک اجتہاد کا اور دوسرا
صواب کو پہونچنے کا اور مجتہد مصیب کیواسطے دس گونہ ثواب کی بھی روایتین ہین جب
تعریف مجتہد کی معلوم ہو چکی تو ثابت ہوا کہ سن چارسو ہجری کے بعد سے مجتہد ہونا نہین
ہوسکتا ہی ناچار ایک امام کی تقلید لازم ہی اور اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ایمان عبارت ہے
اللہ تعالے کی الوہیت اور رسول کی رسالت اور آخرت کی تصدیق اور اُس بات کی

تصدیق جو نبی نے فرمائی اور اللہ تعالی کی معرفت سے بیان کی اور اقرار تصدیق کا شرط ہی پس اگر کسی شخص نے دل مین ان سب چیزون کو مان لیا تصدیق پائی گئی اور زبان سے انکار کیا تو اقرار نپایا گیا تو وہ شخص مومن نہوگا اسواسطے کہ ایمان کی شرط جو اقرار ہی فوت ہوئی اور اگر زبان سے اقرار کیا تو شرط پائی گئی اور دل سے نہ تصدیق کی معاذ اللہ تو اصل ایمان نپایا گیا تو وہ شخص مومن نہوگا لیکن چونکہ تصدیق امر باطنی ہی اور اقرار مین ظاہر پایا جاتا ہی تو اس جہان مین اُسکے ایمان کا حکم کیا جائیگا اور وہ مومن کہلائیگا مگر عند اللہ مومن نہوگا اسی وجہ سے ہر کلمہ گو کو مرگ کے بعد قطعی جنتی ہونیکا حکم نہین دیسکتے ہین اور نہ دوزخی کہہ سکتے ہین جبتک دلائل شرعی سے اُسکا دوزخی ہونا یا جنتی ہونا ثابت نہو دوزخی ہونے کا ثبوت قواعد شرعی سے اسکے بغیر اور کچھ نہین ہوسکتا کہ اُس سے امور کفر کے پائے جائین اور اُن امور سے مرتے وقت تک توبہ نپائی گئی ہو اور علم نفی کا دوسرے کو ہونا مشکل ہی پس جسکا جہنمی ہونا بہ تعیین شخص قواعد شرعی سے پایا گیا یا اُسکا کفر پر رہنا مرتے وقت پایا گیا ہو تو جہنمی کہہ سکتے ہین ورنہ کسی کو بعد مرگ کے جہنمی کہنا درست نہین اور اگر کسی کلمہ گو کی ولایت اور تقوی اور طہارت باجماع اُسوقت کے لوگون کے اور اُسکے مابعد کے ثابت ہو تو بیشک جنتی جاننا چاہیے اور اُسکے جنتی ہونے مین شک کرنا ایمان سے نکالدیگا اور یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ کوئی کلمہ گو کسی گناہ کے سبب سے جبتک آثار کفر نپائے جائین ہرگز کافر نہ کہا جائیگا یعنے کلمہ کہنے والے کو بدون آثار کفر کے کافر سمجھنا یا کہنا ہرگز درست نہین بلکہ مومن کا کافر کہنا کفر ہی آثار کفریہ یہ ہین کہ زبان سے معاذ اللہ اللہ تعالی کی صفت کی کمی بیان کرے یا اللہ تعالے پر بیدھڑک بے اضطراب کے طنز کر بیٹھے یا وضع لباس وغیرہ مین سے ایسی وضع جو کفار کی علامات دین کی ہو اختیار کرے جیسے زنار پہننا یا ایسے کام جس سے معظمات دین کی تحقیر پائی جائے جیسے قرآن شریف کو معاذ اللہ مقام نجاست مین ڈالدینا یا انبیا یا صحابہ یا علم کی توہین کرنا یا نماز یا روزہ یا حج یا زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرنا یا جس

چیز کی فرضیت معلوم ہو چکی ہو اسکا انکار کرنا اور سمجھنا چاہیے کہ کلمہ کہنے والا اور اللہ تعالے کو ایک جاننے والا اور رسول کو برحق جاننے والا اور آخرت کو حق جاننے والا مسلمان ہو اور ان امور اعتقادی کو فقط نجاننے سے کافر نہین ہوتا ہو لیکن سُننے کے بعد اگر ان سب تفصیلون مین سے کسی ایک کا بھی انکار کریگا تو البتہ کافر ہوگا اور اپنی نجات کا وسیلہ رحمت الٰہی اور اعمال نیک اور بزرگان دین کو سمجھنا برحق ہو اور صحیح ہو اور استعانت مستقلہ یعنے ملکیت اور خالقیت سے خدا کے سوا اور کسی کو مددگار جاننا کفر ہو اور استعانت رسمیہ یعنے خدا کی عنایت سے انبیا اولیاء صالحین سے مدد پہونچنا اور مانگنا درست ہو اور احادیث صحیحہ سے اور اقتضائے نص قرآن سے ثابت ہو اسکا منکر زمرۂ اہل سنّت سے خارج ہو اور جو امور کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلّم مین اور زمانہ خلفا مین بنائے گئے ہون اور اصول اربعہ یعنے قرآن حدیث اجماع قیاس شرعی سے مستنبط نہون بدعت ہین بدعت کی تین قسمین ہین اوّل بدعت حسنہ وہ یہ ہو کہ کوئی حسن شرعی اوسمین پایا جائے اور وہ خود نہ اصول اربعہ سے مستنبط ہو اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے زمانہ مین اور نہ خلفا کے زمانہ مین پایا جائے وہ کسی مقام پر واجب ہوتی ہو جیسے اسطرح کے امور کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے بعد اور اوضاع مختلف ہونے کے سبب اُن امور کے بغیر ادائے فرض یا ادائے واجب مشکل ہو جیسے علم صرف اور نحو وغیرہ پڑھنا کہ تحصیل علم قرآن کی کہ وہ فرض کفایہ اور واجب ہو بدون علم صرف اور نحو اور بلاغت اور اصول کی مشکل ہے پس ان علوم کی تحصیل واجب ہو اور کسی مقام پر وہ بدعت حسنہ اجر عظیم کا سبب اور اقسام عبادت سے ہوتا ہو جیسے وہ امور کہ ادائے فرض یا واجب کا اون سے اچھی طور سے ہوسکتا ہو گو کہ اُنپر موقوف نہو جیسے توپ اور بندوق وغیرہ رکھنا جہاد

نیت سے اور قواعد جنگ اہل فوج کو سیکھنا سکھانا اور نگاہداشت کرنا فوج اسلامیہ کا اور
مجالس میلاد شریف کی کرنا اور ایسے ہی امور انتظام مملکت کے جو مخالف صریح نص کے
نہون ۲ دوسری قسم بدعت مباحہ جسمین نہ حسن شرعی اور قبح شرعی پایا جاے جیسے انگرکھے کا
پہننا ۳ تیسری قسم بدعت سیہ جسمین قبح شرعی ہو وہ یا مکروہ ہی یا حرام ہی یا کفر ہی بدعت سیہ مکروہ وہ ہی
کہ جسمین مکروہات شرعی کی مشابہت یا علت پائی جاے جیسے بوٹ پہننا بدعت سیہ حرام وہ
ہی کہ جسمین علت حرمت شرع سے پائی جاے جیسے چٹھی کا ڈالنا بیع مین قمار کی مشابہت اِسمین
علت حرمت پائی جاتی ہی بدعت سیہ کفر وہ ہی کہ جسمین کسر شان الوہیت پائی جاے جیسے
بندے کو خالق اپنے افعال کا سمجھنا یا سوے ادب منصب نبوت کا پایا جاے جیسے کسی نبی کی
طرف بدنظری یا طمع کی یا کسر شان کی نسبت کرنا یا جس سے آخرت کا انکار مفہوم ہو بدعت سیہ
اور بدعت مباحہ کے کل اقسام اجزاے عقائد اور اصناف ایمان سے ٹھہرانا اور داخل
عقائد کرنا ابتداع کے معنے لغت مین یہ ہین کہ نئی چیز کو اپنے اوپر لازم کرنا اور شرع مین اُن
چیزون کو جنکا ثبوت اجماع اور نصوص شرعی اور احادیث منصوصہ سے نہو یعنے زمانہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم اور اصحابہ مین اُن چیزون کا اعتقاد بتحقیق ثابت نہو عقائد مین
داخل کرنا تو اب جو شخص ایسی چیزون کو داخل عقائد کرے اور جزو ایمان سے ٹھہراے مبتدع ہی
پس اگر اسکا عقیدہ الوہیت مین دوسرے کو شریک کر دیتا ہی یعنے واجب الوجود ہونے مین
اور مستحق عبادت ہونے مین اللہ تعالے کی دوسرے کو شرکت دیتا ہی یا طرف حقارت رسول
کے کھینچتا ہی یا صراحتاً امور آخرت سے انکار ہوتی ہی ایسا عقیدہ رکھنے والا مبتدع کافر ہی الوہیت
مین شرکت کرنے والا مشرک کہلائیگا اور باقی امور کا معتقد کافر کہلاتا ہی اور دوسرے مفصل
عقائد مین اگر شرکت صفات الٰہی مین پائی جاے جیسے بندہ کو خالق افعال کا سمجھنا اگر کسی

تاویل کے طور پر ہو تو لزوم کفر کہلائیگا اگر ایسے امر کا معتقد اللہ کی الوہیت اور رسول کی رسالت اور مطلق صحابہ کی عظمت مانتا ہی اور بیت المقدس اور کعبہ کے قبلہ ہونے کا اور نماز بیت المقدس کیطرف رُخ کرنے کو پہلے ثابت اور اب منسوخ جانتا ہی وہ اہل قبلہ کہلائیگا اگر ایسا شخص کفر لزومی کو اپنے عقیدے مین رکھیگا تو اُسکو کافر نہ کہینگے اور اوسکے عقیدے کو کفر سمجھینگے اُسکی اقتدا نماز مین ہرگز درست نہین اور اگر ایسے عقائد کو بلا تاویل اعتقاد کریگا تو کافر مطلق ہو جائیگا اور جو مبدع شان الوہیت اور شان نبوت مین کمی تو نہین کرتا لیکن اور دوسرے عقائد مین اہل سنت وجماعت کے خلاف اعتقاد رکھتا ہی اُسکو کافر نہین کہ سکتے اور اُسکے اُس عقیدے کو کفر نہ سمجھینگے لیکن بُرا جانینگے اُسکی اقتدا نماز مین مکروہ ہی اور وہ شخص بدتر فاسق سے ہی کل مبتدعین کی صحبت سے احتراز لازم ہی حاصل یہ ہی کہ بدعت مباحہ کو اگر جزو ایمان اور علامات ایمان سے نہ جانے اور کرے تو گنہگار نہین اور کچھ قباحت نہین اور بدعت سیئہ غیر کفر کو جزو ایمان نہ سمجھے اور علامات ایمان سے نہ ٹھہرائے اور کرے تو فاسق گنہگار ہوگا اگر بدعت سیئہ اقسام کفر لزومی سے ہی جیسے آخرت مین دیدار کے انکار یا قرآن یا اور کلام الٰہی کے مخلوق ہونے کا دعوے یا بالاستقلال صفات الٰہی مین کسی مخلوق کو شرکت دینا یعنی کسی مخلوق کو بے اللہ کے بتائے ہوئے صاحب علم بالذات تنہا کا جاننا فضل الٰہی کسی مخلوق کو مختار کامل بالذات سمجھنا یا کوئی کمی یا نقصان نسبت حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے کرنا یا صحابہ اور اولیا کے حق مین امور بے ادبی کا اعتقاد کرنا یا ایسے شخص کیطرف جسکو کچھ مسلمان عالم ولی جانتے ہون الحاد کی نسبت کرنا مبتدع ہوتا ہی انبیا اور صحابہ اور اولیا ثابت الولایت بالاجماع کی نسبت ایسے امور بد کا اعتقاد رکھنے والا بدعت لزوم کفر کے ساتھ مبتدع ہوتا ہی اُسکی اقتدا نماز مین روا نہین اور اگر یہ اعتقاد نہو فقط زبان پر کلمہ بے ادبی لاے تو وہ مبتدع فاسق ہوتا ہی یا ایسے اولیا کی نسبت جنکی ولایت

بالاجماع ثابت نہو بعض ولی جانتے ہون اور بعض ثقہ لوگون نے اُسکی ولایت سے انکار کی ہو الحاد یا نقص قائل ہونے والا ابتدع فاسق ہی لیکن ویسے ولی کی ولایت سے انکار بدون نسبت الحاد وغیرہ کے نہ کفر ہی اور نہ فسق اور باقی امور بدعت سیہ حرام ہین جیسے شادی مین کنگنا باندھنا یا اُس رنگ کے کپڑے پہننا جو مرد کو حرام ہی یا محرمات لہو ولعب کو شادی مین کرنا اور ایسے امور کو اعتقاد اور فرضیات مین داخل کرنا اور ترک کو نحوست اور غضب آلہی کا سبب جاننا البتہ مبتدع کر دیتا ہی اگر یہ اعتقاد نہین ہی اور بد سمجھکر فقط ہوائے نفس اور تلذذ کے واسطے امور کیے تو گنہگار ہوگا اُس سے مبتدع نہین ہوتا ہی اور زمرۂ سنت وجماعت سے خارج نہین ہوتا ہی اور اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ با وضو جب موزہ پہنے پھر جب وضو کرے موزہ اُتارنا ضرور نہین بلکہ پاؤن دہونے کے بدلے موزون پر مسح کرنا درست ہی مقیم کو ایک شبانہ روز موزہ پہنے پر پہلی مرتبہ کے وضو ٹوٹنے سے اور مسافر کو تین شبانہ روز یہ مدت تمام ہونے کے بعد اگر وضو باقی ہی تو فقط موزہ اُتار کر پاؤن دھو ڈالے وضو کامل ہو جائیگا پھر موزہ پہنکر اسی طور پر مدت کا اعتبار ہوگا اور سمجھنا چاہیے کہ توحید کے حقائق جو اکثر صوفیہ کرام نے اور اولیائے عظام نے بیان فرمائے سب حق ہین لیکن جب تک اپنی فہم مین نہ آوے اُن حقائق کو مجملاً حق جاننا چاہیے اور اپنے فہم کو اُنمین دخل دیکر گفتگو کسی طرح کی نہ کرنا چاہیے نہ انکار کرنا نہ اعلان کرنا یہ بحث اور گفتگو بے سمجھے ہوئے انکار کی ہو یا اعلان کی کسی طرح درست نہین بلکہ اسمین زوال ایمان کا خطرہ ہی اور اللہ تعالے سے تمنا اُسکی تعلیم اور حصول فہم کی لازم ہے اور حصول فہم کے واسطے خدمت اُن حقائق کے جاننے والے کی تقلید محض اور اتباع کامل بدون دخل اپنی رائے اور خود بینی کے لازم ہی او بیعت جو شیوخ طریقت مین جاری ہی بیشک

آخرت مین نافع اور مفید ہوگی اللہ تعالے ہر مسلمان کو شیوخ طریقت صحیح الاجازت کی بیعت سے فائز کرے اور نکث بیعت یعنے شیوخ کی مخالفت اور اُنکے ساتھ بے ادبی کرنے سے محفوظ رکھے اور سمجھنا چاہیے کہ شیخ مین یعنے پیر مین چار باتین ضرور ہونا چاہیے وہ یہ ہی کہ عقائد اہل سنّت جماعت سے واقف ہو اور انھین عقائد کا معتقد مضبوط ہو اور دوسرے غلبہ محبت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کا اور تیسرے اپنے پیر سے اجازت بیعت لینے کی پانا چوتھے بے طمع ہونا زر اور نام آوری اور خودنمائی اور رجوع خلائق سے پس جو شخص اُن عقائد مذکورہ اہل سنت وجماعت سے کسی عقیدہ مین سُست یا کسی عقیدہ سے منکر ہو اُسکی بیعت ہرگز درست نہین اگر ناواقفی مین کسی نے اُس سے بیعت کی ہو اور بعد اُسکے اُس سے تعلیم خلاف عقائد اہل سنت وجماعت کے ظاہر ہوئے تو وہ بیعت باطل ہو جاتی ہی دوسرے صحیح الاعتقاد اور جامع الشروط سے بیعت کرنا لازم ہو جاتا ہی اور جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی محبت مین کمی رکھتا ہو اور سُست ہو اُس سے بھی بیعت کرنا درست نہین اور باطل ہی وہان بھی وہی حکم ہی اور غلبۂ محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے ذکر کا شائق ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی تعظیم اُسکے ظاہر و باطن مین راسخ ہو اور سُستی محبت کی علامت یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی شان مین کم رتبہ کلمات کہنے مین باک نہ رکھتا ہو اور الفاظ سوے ادب اور کمی شان آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کا سننا اُسے ناگوار نہو والعیاذ باللہ اور جو شخص صحابہ یا اولیاء اللہ یا علماء باعمل کے ساتھ بے ادبی کرنے مین باک نہ رکھتا ہو سمجھنا چاہیے کہ اُسے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے ساتھ محبت

کم ہی اور جو شخص اپنے پیر سے بیعت لینے کی اجازت نہ رکھتا ہو اُس سے بیعت کرنا بھی ناروا ہی اور اگر کسی نے اُس شخص سے بیعت کی تو اسے بھی دوسرے شیخ کامل الاجازت سے بیعت کرنا چاہیے اور جو شخص پہلے تینون شرطین رکھتا ہو اور بے طمع نہو اُسکی بھی بیعت درست نہین لیکن اگر ناواقفیت مین کسی نے اُسکے ہاتھ پہ بیعت کی بعد اُسکے معلوم ہوا تو وہ بیعت باطل نہین ہوتی لیکن ایسے مرید کو طمع شیخ کے وہم سے استغفار کرنا اور شیخ کے حق مین مقبولیت اور طمع سے محفوظ رہنے کی دعا لازم ہو جاتی ہی اور طمع کی علامت یہ ہی کہ کچھ دینیوالے اور تعریف کرنے والے کو نہ دینے والے پر اور تعریف نہ کرنیوالے پر ملاقات مین اور اخلاص مین اور محبت مین مقدم رکھے اور اُسکے صفات حسنہ وسیہ سے قطع نظر کرے اور خوشامد کرنے والے سے ہرچند کہ وہ عقائد اہل سنت کے خلاف ہو خوش ہو کر محبت رکھے رَبَّنَا

لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ط

خاتمۃ الطبع

ہزار ہزار شکر خالق کون و مکان آفرینندۂ انس و جان کا کہ رسالہ نادرہ و عجالہ نافعہ موسوم بہ انوار غیبیہ تصنیف لطیف عمدۃ العلما زبدۃ الفضلا واقف اسرار الٰہی آگاہ مدارج نامتناہی مقبول بارگاہ ہادی فی سبیل اللہ مولانا و مرشدنا حضرت شاہ محمد عبد الرزاق صاحب قدس سرہ العزیز باجازت خاص شریعت پناہ معرفت دستگاہ عالم علوم شریعت واقف رموز حقیقت مولانا حاجی حافظ محمد عبد الباری صاحب عم فیوضہم و دامت برکاتہم باہتمام احقر انام امیدوار رحمت رب قوی محمد عبد اللہ صدیقی تاجر کتب لکھنوی عفا اللہ عنہ مطبع مجتبائی واقع لکھنؤ مین طبع ہو کر مطبوع طبائع انام ہوا

مختلف مذاق کی نایاب کتابین کارخانہ محمد عبداللہ تاجر کتب چوک لکھنؤ سے طلب بازت کی سعیت ادبی کرین

اسکے علاوہ ہر علم و فن کی کتابین فروخت کے لیے موجود رہتی ہین جو حسب الطلب بذریعہ ویلیو روانہ ہوتی ہین دو پیسہ کا ٹکٹ بھیجکر

قرآن شریف جلی قلم مترجم

یہ مصحف بے بہا جسکی تیاری مین خاص اہتمام کیا گیا ہے صحت کی خوبی خط کی وضاحت چھاپہ کی عمدگی کاغذ کی نفاست کے اعتبار سے اپنا آپ نظیر ہے۔ بین السطور مین شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا مقبول عام اُردو ترجمہ حاشیہ پر شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کی مکمل تفسیر موضح القرآن اُردو درج ہے باوجود ان سب خوبیون کے ہدیہ اس گوہر بے بہا کا بہت کم رکھا گیا ہے۔ یعنی فی جلد۔ للعہ معہ جلد۔

تاریخ سید سالار مسعود غازی

ترجمہ اُردو مراۃ مسعودی سلطان الشہدا امیر الاولیا حضرت سید سالار مسعود غازی کے سچے اور قابل تقلید حالات ابتداے پیدایش سے یوم شہادت تک کے واقعات بعد شہادت اظہار کرامات وغیرہ سلطان محمود فاتح ہندوستان کے کارنامہ جہاد سومنات کے سچے واقعہ اور پھر سلطان الاولیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کے مختصر مگر نہایت عجیب تذکرہ نے اس کتاب کی دلفریبی کو دو بالا کر دیا ہے۔ ترجمہ کا رنگ ایسا اشتیاق افزا ہے کہ بغیر ختم ہوے کتاب کو ہاتھ سے چھوڑنے [illegible] دیتا۔ قیمت ۳ر

خلعت رحمانی معروف بہ شرح کلام ربانی

یا حضرت سید محی الدین جیلانی فن تصوف مین عمدہ رسالہ ہے جسمین آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت کر دکھایا ہے کہ اہل تصوف کا کوئی فعل خلاف قرآن و حدیث نہین ہے۔ قیمت ۳ر

منسک الحج۔ اسمین ضروری دعائین اور کل قواعد تجربہ کے ساتھ لکھے گئے ہین جس سے ہر شخص کو تمام کیفیت سفر حج معلوم ہو جاے اور پھر کوئی تکلیف نہو قیمت ۸ر

تاریخ مکہ معظمہ

کعبہ معظم و حرم محترم کے مقامات عمارات اور مواضع متبرکہ و مسجد الحرام کے شرائف و کرامات اس ارض مقدس کے عجائبات مع ان دیگر واقعات کے تحریر ہین جو زمانہ ماضیہ مین واقع ہوے مصنف علامہ نے چھوٹی سی کتاب مین اتنے واقعات لکھنے مین واقعی کمال کیا ہے حقیقتاً دریا کو کوزے مین بھر دیا ہے۔ قیمت ۲ر

قصص الانبیا

شائقین تاریخ کے لیے عموماً اور اہل اسلام کے واسطے خصوصاً حالات انبیاے عظام علیہم السلام کے سوانحات سے واقفیت و حصول سعادت دنیا و آخرت کا عمدہ ذریعہ ہے اگر تاریخی حیثیت سے دیکھیے تو ابتداے آفرینش سے حضرت ختم المرسلین صلعم کے زمانہ مبارک تک کل انبیا علیہم السلام کے حالات بلکہ بعد وفات نبوی صحابہ کرام و شہدا

واقعہ کے واقعات کا منظر ہے اور اگر مذہبی نظر سے مطالعہ کیجیے تو شاہراہ ہدایت کا سچا ہادی و رہبر ہے۔ ہدیہ بھی اس گوہر بے بہا کا بنظر رفاہ عام بہت کم رکھا گیا ہے یعنی صرف۔ ۸ر

محبوب الرمل

رمالان کامل الفن کے لیے عمدہ دستور العمل اور مبتدیان صاحب ذکا و ذہن کیواسطے اُستاد بے بدل ہے۔ ۲ر جسمین نزول و جواز علم رمل وقات و شرائط طریقہ حصول و اشکال شانزدگانہ اوتاد و فواظر طبائع و اطراف اشکال منسوبات وغیرہ جملہ اصول و فروع نہایت شرح و بسط سے صاف اُردو مین درج ہین قیمت ۱۲ر

میدان الرمل

اس کتاب کی خوبی ملاحظہ پر موقوف ہے۔ ۸ر

انوار اشرفی

فلاصہ

لطائف اشرفی

جسمین حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ (جنکا مزار پاک کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد مین مرجع انام ہے) کے ملفوظات و ارشادات و کرامات وغیرہ بطور اختصار صاف ستھری اُردو مین نظم کیے گئے ہین یہ کتاب عرصہ ہوا دہلی مین چھپی تھی اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئی عرصہ سے نایاب تھی اب جناب مولانا ابو محمد شاہ سید اشرف حسین صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ شریف مصنف کتاب کی اجازت و تحریک سے رسالہ اسرار اشرفی اضافہ کر کے راقم کے مطبع مین چھپی ہے شائقین سے امید ہے کہ اس بابرکت کتاب کی خریداری مین جلدی فرمائین ورنہ پھر عرصہ تک طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت ۸ر

طب لقمانی جسمین اکثر قسم کے نسخہ تجربہ مین قیمت ۲۰ر